ماھنامہ

النصر

نومبر ۲۰۰۰ء

خستگان دیں مرا از آسماں طلبیدہ اند   آمدم وقتے کہ دلہا خوں زغم گردیدہ اند
دعوئے مارا فروغ از صد نشانہا دادہ اند   مہرومہ ہم از پئے تصدیق ما استادہ اند

(تحفہ گولڑویہ)

ترجمہ: خستہ حال اہل دیں نے مجھے آسمان سے طلب کیا ہے اور میں ایسے وقت میں آیا ہوں جب دل غم سے خون ہوئے جا رہے تھے۔ میرے دعویٰ کو صدہا نشانوں سے شوکت حاصل ہوئی ہے اور آفتاب وماہتاب میری تصدیق کے لئے کھڑے ہیں۔

ایڈیٹر: نصر اللہ خاں ناصر

"..... خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہوں گے"

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو آخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا- اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل میرے ہلاک کرنے کے لئے دعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعا نہیں سنے گا اور نہیں رکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کر لے- اور اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہوں گے- اور اگر تم گواہی کو چھپاؤ تو قریب ہے کہ پتھر میرے لئے گواہی دیں- پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو- کاذبوں کے اور منہ ہوتے ہیں اور صادقوں کے اور-......"

(ضمیمہ گولڑویہ صفحہ ۴ اروحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۵۰)

احمدی انصار کی تربیت کے لئے

ماہنامہ

انصار اللہ

نبوت ۱۳۷۹ ہش

نومبر ۲۰۰۰ء

ایڈیٹر

نصر اللہ خان ناصر

پبلشر:۔ چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر:۔ قاضی منیر احمد

مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت:۔ دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دار الصدر جنوبی چناب نگر (ربوہ)

اِس شمارہ میں

اداریہ — صفحہ ۲

امام الکلام — صفحہ ۴

کلام الامام — صفحہ ۵

عربی منظوم کلام — صفحہ ۶

فارسی منظوم کلام — صفحہ ۷

حضرت مسیح موعودؑ السلام کے مختصر کلمات "مقولے" — صفحہ ۸

حضرت مسیح موعودؑ کے علمی چیلنج

مخالف کو علمی مباحث پر دعوت مقابلہ — صفحہ ۱۰

بہاء اللہ کا دعوی مسیحیت ؟ — صفحہ ۱۶

مجلس انصار اللہ چک چٹھہ کا تربیتی پروگرام و

دعائے مغفرت — صفحہ ۲۳

نتیجہ امتحان انصار اللہ سہ ماہی دوم — صفحہ ۲۴

تضمین "از خدا یابند مردانِ خدا" — صفحہ ۲۵

میرا قبول احمدیت — صفحہ ۲۶

انصار اللہ کا تعلیمی نصاب کتب — صفحہ ۳۴

جلد نمبر —— ۴۱

شمارہ نمبر —— ۱۱

شرح چندہ

پاکستان —— ستر روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ —— سات روپے

ادار یہ

"مردانِ خدا" کی صفات

ربِّ ذوالجلال کی سچی توحید اور دینِ حق کے قیام کے لئے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے امام آخر الزمان مہدی معہودؑ کے ظہور کی پیشگوئی فرمائی تھی جو عین چودھویں صدی ہجری کے سرپر منصّۂ شہود میں آئی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی (بانی سلسلہ احمدیہ) علیہ السلام کو خلعتِ ماموریت سے نوازا۔ مذکورہ پیشگوئی کی تشریح و توضیح میں اخبارِ غیبیہ سے ایسے مقدس وجودوں کے ظہور کا بھی پتہ چلتا ہے جو مذاہبِ باطلہ پر دینِ حق کو غالب کریں گے ان وجودوں کو "رجل ، رجال اور ابناءِ فارس" سے تعبیر کیا گیا ہے جو اپنے اعوان و انصار کے ساتھ آسمانی بادشاہت کو قائم کریں گے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ ان "مردانِ خدا" کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"....... مردانِ خدا جو خدا تعالیٰ سے محبت اور مودّت کا تعلق رکھتے ہیں وہ صرف پیشگوئیوں تک اپنے کمالات کو محدود نہیں رکھتے ان پر حقائق و معارف کھلتے ہیں اور دقائق و اسرارِ شریعت اور دلائلِ لطیفہ حقانیتِ ملت ان کو عطا ہوتے ہیں اور اعجازی طور پر ان کے دل پر دقیق در دقیق علومِ قرآنی اور لطائفِ کتابِ ربانی اتارے جاتے ہیں اور وہ ان فوق العادت اسرار اور سماوی علوم کے وارث کئے جاتے ہیں جو بلاواسطہ موہبت کے طور پر محبوبین کو ملتے ہیں اور خاص محبت ان کو عطا کی جاتی ہے اور ابراہیمی صدق و صفا ان کو دیا جاتا ہے اور روح القدس کا سایہ ان کے دلوں پر ہوتا ہے۔ وہ خدا کے ہو جاتے ہیں اور خدا ان کا ہو جاتا ہے ان کی دعائیں خارق عادت طور پر آثار دکھاتی ہیں۔ ان کے لئے خدا غیرت رکھتا ہے۔ وہ ہر میدان میں اپنے مخالفوں پر فتح پاتے ہیں۔ ان کے چہروں پر محبتِ الٰہی کا نور چمکتا ہے۔ ان کے در و دیوار پر خدا کی رحمت برستی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ وہ پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں ہوتے ہیں۔ خدا ان کے لئے اس شیر مادہ سے زیادہ غصہ ظاہر کرتا ہے جس کے بچے کو کوئی لینے کا ارادہ کرے۔ وہ گناہ سے معصوم۔ وہ دشمنوں کے حملوں سے معصوم۔ وہ تعلیم کی غلطیوں سے بھی معصوم ہوتے ہیں۔ وہ آسمان کے بادشاہ ہوتے ہیں۔ خدا عجیب طور پر ان کی دعائیں سنتا ہے اور

عجیب طور پر ان کی قبولیت ظاہر کرتا ہے یہاں تک کہ وقت کے بادشاہ ان کے دروازوں پر آتے ہیں۔ ذوالجلال کا خیمہ ان کے دلوں پر ہوتا ہے۔ اور ایک رعب خدائی ان کو عطا کیا جاتا ہے اور شاہانہ استغنا ان کے چہروں سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ دنیا اور اہل دنیا کو ایک مرے ہوئے کیڑے سے بھی کمتر سمجھتے ہیں۔ فقط ایک کو جانتے ہیں اور اس ایک کے خوف کے نیچے ہر دم گداز ہوتے رہتے ہیں۔ دنیا ان کے قدموں پر گری جاتی ہے گویا خدا انسان کا جامہ پہن کر ظاہر ہوتا ہے۔ وہ دنیا کا نور اور اس ناپائیدار عالم کا ستون ہوتے ہیں۔ وہی سچا امن قائم کرنے کے شہزادے اور ظلمتوں کے دور کرنے کے آفتاب ہوتے ہیں۔ وہ نہاں در نہاں اور غیب الغیب ہوتے ہیں۔ کوئی ان کو پہچانتا نہیں مگر خدا اور کوئی خدا کو پہچانتا نہیں مگر وہ۔وہ خدا نہیں ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ خدا سے الگ ہیں۔ وہ ابدی نہیں ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ کبھی مرتے ہیں۔" (تحفہ گولڑویہ ضمیمہ ۸۴۔۸۵ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۷۰۔۱۷۱)

حضرت اقدس مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی اس تحریر پر کسی تبصرہ و تجزیہ کی ضرورت نہیں خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت نے ثابت کر دیا ہے کہ ان صفات کے حامل وجود ظاہر ہوتے رہے۔ایسے ہی "مردانِ خدا" آیتِ استخلاف (سورہ نور) کے وعدہ کے مصداق ہیں اور ایسی ہی خبر دیتے ہوئے حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا:۔

"اور خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا جس میں مَیں روح القدس کی برکات پھونکوں گا۔ وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہوگا اور مظہر الحق و العلاء ہوگا گویا خدا آسمان سے نازل ہوا۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۶۔۹۷ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۸۲۔۱۸۳)

روح القدس سے برکات پانے والے وعدۂ الٰہی کے موافق وجود انہی "مردانِ خدا" میں سے ہمارے امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ ہیں جن کے ذریعہ دینِ حق کا دائمی غلبہ مقدر ہے جس کا حضرت اقدس نے یوں ذکر فرمایا:۔

"دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا۔" (ایضاً)

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ دن جلد لائے جب یہ وحی الٰہی پوری شان سے ظاہر ہو۔ آمین۔

امام الکلام

"......میں تیرے ساتھ ہوں۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی صداقت کے نشانات پورا ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"براہین احمدیہ میں قریب سولہ برس پہلے بیان کیا گیا تھا کہ خدا تعالیٰ میری تائید میں خسوف کسوف کا نشان ظاہر کرے گا۔ لیکن جب وہ نشان ظاہر ہو گیا۔ اور حدیث کی کتابوں سے بھی کھل گیا کہ یہ ایک پیشگوئی تھی کہ مہدی کی شہادت کے لئے اس کے ظہور کے وقت میں رمضان میں خسوف کسوف ہوگا تو ان مولویوں نے اس نشان کو بھی گاؤ خورد کر دیا۔ اور حدیث سے منہ پھیر لیا۔ یہ بھی احادیث میں آیا تھا کہ مسیح کے وقت میں اونٹ ترک کئے جائیں گے اور قرآن شریف میں بھی وارد تھا کہ واذا العشار عطّلت۔ اب یہ لوگ دیکھتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ میں بڑی سرگرمی سے ریل تیار ہو رہی ہے اور اونٹوں کے الوداع کا وقت آ گیا پھر اس نشان سے کچھ فائدہ نہیں اٹھاتے۔ یہ بھی حدیثوں میں تھا کہ مسیح موعود کے وقت میں ستارہ ذوالسنین نکلے گا۔ اب انگریزوں سے پوچھ لیجئے کہ مدت ہوئی کہ وہ ستارہ نکل چکا اور یہ بھی حدیثوں میں تھا کہ مسیح کے وقت میں طاعون پڑیگی۔ حج روکا جائیگا۔ سو یہ تمام نشان ظہور میں آ گئے۔ .... افسوس ان لوگوں کی حالتوں پر ان لوگوں نے خدا اور رسول کے فرمودہ کی کچھ بھی عزت نہ کی اور صدی پر بھی سترہ برس گذر گئے مگر ان کا مجدد اب تک کسی غار میں پوشیدہ بیٹھا ہے۔ مجھ سے یہ لوگ کیوں بخل کرتے ہیں۔ اگر خدا نہ چاہتا تو میں نہ آتا۔ بعض دفعہ میرے دل میں یہ بھی خیال آیا کہ میں درخواست کروں کہ خدا مجھے اس عہدہ سے علیحدہ کرے اور میری جگہ کسی اور کو اس خدمت سے ممتاز فرمائے پر ساتھ ہی میرے دل میں یہ ڈالا گیا کہ اس سے زیادہ اور کوئی سخت گناہ نہیں کہ میں خدمت سپرد کردہ میں بزدلی ظاہر کروں۔ جس قدر میں پیچھے ہٹنا چاہتا ہوں۔ اسی قدر خدا تعالیٰ مجھے کھینچ کر آگے لے آتا ہے۔ میرے پر ایسی رات کوئی کم گذرتی ہے جس میں مجھے یہ تسلی نہیں دی جاتی کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور میری آسمانی فوجیں تیرے ساتھ ہیں اگرچہ جو لوگ دل کے پاک ہیں مرنے کے بعد خدا کو دیکھیں گے لیکن مجھے اسی کے منہ کی قسم ہے کہ میں اب بھی اس کو دیکھ رہا ہوں۔ دنیا مجھ کو نہیں پہچانتی لیکن وہ مجھے جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ یہ ان لوگوں کی غلطی ہے۔ اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ قارون اور یہودا اسکریوطی اور ابوجہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے۔ میں ہر روز اس بات کے لئے چشم پُر آب ہوں کہ کوئی میدان میں نکلے اور منہاجِ نبوت پر مجھ سے فیصلہ کرنا چاہے پھر دیکھے کہ خدا کس کے ساتھ ہے۔ مگر میدان میں نکلنا کسی مخنث کا کام نہیں۔......"

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۲۔۱۳ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۸۔۴۹)

کلام الامام

ہمارا تیر کمان تو دعائیں ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ...... نے جلسہ سالانہ ۱۹۲۰ء کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کے رویاء کے متعلق فرمایا:۔

"دوسری رؤیا یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے دیکھا۔

" خوارزم بادشاہ جو بو علی سینا کے وقت میں تھا۔ اس کی تیر کمان میرے ہاتھ میں ہے۔ بو علی سینا بھی پاس ہی کھڑا ہے۔ اور اس تیر کمان سے میں نے ایک شیر کو بھی شکار کیا ہے۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۶ حاشیہ)

شیر مارنے کی تعبیر بادشاہت فتح کرنا ہے اور جیسا کہ میں ابھی بتا چکا ہوں۔ بخارا کی پہلی بادشاہت تو ٹوٹ چکی ہے۔ اب ہمیں ملنا باقی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے رؤیا میں شیر کا شکار کیا ہے۔ جس کی تعبیر یہ ہے کہ سلطنت فتح کی گئی ہے اور ہمارا تیر کمان تو دعائیں ہی ہیں۔ انہیں کے ذریعہ ہم فتح کرلیں گے۔

کہتے ہیں ایک امیر تھا۔ اس کے محلّہ میں ایک بزرگ رہتے تھے اس امیر کے ہاں ساری رات گانا بجانا ہوتا رہتا جس سے محلّہ والے بہت تنگ آ گئے۔ لیکن چونکہ وہ بڑا آدمی تھا اور بادشاہ سے اس کا تعلق تھا اس لئے کوئی اسے کچھ کہہ نہیں سکتا تھا۔ ایک دن اس بزرگ نے اسے کہا کہ آپ ساری رات گاتے بجاتے رہتے ہیں کسی وقت بند بھی کیا کرو کہ ہمیں آرام ملے۔ اس نے کہا تو کون ہے مجھے کہنے والا؟ اس بزرگ نے کہا میں تو کوئی نہیں۔ سارے محلّہ والے کہتے ہیں جو کہ بہت تنگ آ گئے ہیں۔ اس نے کہا میں نہیں رک سکتا۔ بزرگ نے کہا اگر تم نہیں رکتے تو پھر ہم جبراً روکیں گے۔ اس نے کہا میں بادشاہ کی فوج لے آؤں گا پھر کون ہے جو میرا مقابلہ کر سکے؟ بزرگ نے کہا ہم فوج کا بھی مقابلہ کریں گے۔ اس نے کہا کس طرح؟ بزرگ نے کہا سہام اللّیل کے ذریعہ یعنی رات کے تیروں کے ساتھ۔ اس بات کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ اس نے کہا کہ میں آئندہ آپ کو تکلیف نہیں دوں گا۔ آپ معاف کریں۔

تو رات کے تیروں اور تلواروں کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں بھی کفار کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ہم تلوار سے مقابلہ کریں گے۔ اس کے پاس چونکہ تلوار نہیں اس لئے ہمارے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکے گا۔ مگر وہ جانتے تھے کہ وہ تلوار جو رات کو چلائی جاتی ہے وہ ایسی ہے کہ اس کے حملہ سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ کیونکہ اسی حملہ سے بچاؤ ہو سکتا ہے جو نظر آتا ہے جو نظر نہ آئے اس سے بچنا ناممکن ہوتا ہے۔" (اصلاح نفس صفحہ ۸۔۹ انوار العلوم جلد ۵ صفحہ ۴۱۲۔۴۱۳)

عربی منظوم کلام

و وَاللّٰہِ اِنِّی صَادِقٌ غَیْرُ مُفْتَرٍ   وَاَیَّدَنِی رَبِّی وَمَاضَاعَنِی سُدیٰ

اور اللہ کی قسم! میں سچا ہوں۔ مفتری نہیں ہوں۔ اور میرے رب نے میری تائید کی اور مجھے یونہی ضائع نہیں کیا

وَمَا قُلْتُ اِلاَّ مَا اُمِرْتُ بِوَحْیِہٖ   وَمَا کَانَ ھَجْسٌ بَلْ سَمِعْتُ مُنَدِّدَا

اور میں نے وہی بات کہی جس کا مجھے خدا کی وحی سے حکم دیا گیا اور وہ کوئی ناقابل فہم دھیمی آواز نہ تھی بلکہ میں نے تو ایک پُرشوکت آواز سنی ہے

أَاَکْتُمُ حَقًّا کَالْمُدَاجِی الْمُخَامِرِ   مَخَافَۃَ قَوْمٍ لَّا یُرِیْدُوْنَ مَرْصَدَا

کیا میں منافق طبع حق پوش کی طرح حق کو چھپاؤں ان لوگوں سے ڈرتے ہوئے جو (سیدھا) راستہ اختیار کرنا نہیں چاہتے

تَعَالٰی مَقَامِی فَاخْتَفٰی مِنْ عُیُوْنِہِمْ   وَرَبِّی یَرٰی ھٰذَا الْجَنَانَ الْمُجَرَّدَا

میرا مقام تو بلند ہے اس لئے ان کی آنکھوں سے مخفی ہو گیا ہے اور میرا پروردگار اس یکتا دل کو دیکھ رہا ہے

وَفِی الدِّیْنِ اَسْرَارٌ وَّ سُبُلٌ خَفِیَّۃٌ   یُلَاحِظُھَا مَنْ زَادَہُ اللّٰہُ فِی الْھُدٰی

اور دین میں کچھ اسرار اور مخفی راہیں ہیں۔ انہیں وہی دیکھتا ہے جسے اللہ نے ہدایت میں ترقی دی ہو

أَنَحْنُ نَفِرُّ مِنَ الرَّسُوْلِ وَ دِیْنِہٖ   وَیَبْدُوْ لَکُمْ اٰیَاتُنَا الْیَوْمَ اَوْ غَدَا

کیا ہم رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے دین سے دور بھاگ سکتے ہیں جب کہ تمہارے لئے آج یا کل ہمارے نشان ظاہر ہو جائیں گے

وَ وَاللّٰہِ لَوْلَاحُبُّ وَجْہِ مُحَمَّدٍ   لَمَا کَانَ لِیْ حَوْلٌ لِاَمْدَحَ اَحْمَدَا

اور خدا کی قسم! اگر مجھے محمدؐ کے چہرے کی محبت نہ ہوتی تو مجھے کوئی طاقت نہ ہوتی کہ احمدؐ کی مدح کر سکوں

(کرامات الصادقین صفحہ ۵۲-۵۳ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۹۴-۹۵)

فارسی منظوم کلام

آں خدا با یار خود یاری کند   با وفاداراں وفاداری کند

وہ خدا اپنے دوست کے ساتھ دوستی کرتا ہے اور وفاداروں کے ساتھ وفاداری کرتا ہے

ہر کہ عشقش در دل و جانش فتاد   ناگہاں جانے در ایمانش فتاد

جس کے جان اور دل میں اس کا عشق داخل ہو جاتا ہے تو یکدم اس کے ایمان میں جان پڑ جاتی ہے

عشق حق گرد و عیاں بر روئے او   بوئے او آید زِ بام و کوئے او

خدا کا عشق اس کے منہ پر ظاہر ہو جاتا ہے اور اسی کی خوشبو اس کے مکان اور کوچہ سے آتی ہے

دیدِ او باشد بحکم دیدِ او   خود نشیند حق پے تائید او

اس کی زیارت خدا کے دیدار کا حکم رکھتی ہے اور خدا تعالیٰ آپ اس کی نصرت میں لگ جاتا ہے

بس نمایاں کارہا کاندر جہاں   مے نماید بہرِ اکرامش عیاں

بہت سے بڑے بڑے کام خدا تعالیٰ اس دنیا میں اس کی عزت کے لئے دکھاتا ہے

صد شعاعش مے دہد چوں آفتاب   تا مگر جانے بر آید از حجاب

آفتاب کی طرح اسے روشنی کی سینکڑوں شعاعیں بخشتا ہے تاکہ کوئی جان ظلمت کی حجابوں سے نجات پائے

ایں چنیں بر من کرمہا کردہ است   منکرم برخود ستمہا کردہ است

خدا تعالیٰ نے مجھ پر ایسے کرم فرمائے ہیں مگر میرے منکروں نے خود اپنے آپ پر ظلم کر رکھا ہے

(تحفہ غزنویہ۔ ۳ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۵۳۳)

تبرکات

حضرت مسیح موعودؑ کے مختصر کلمات

”مقولے“

(منقول از: ذکر حبیب مؤلفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب)

”بعض ایسے مختصر سے کلمات جو بہت سے مفید مطالب تھوڑے الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں۔ حضرت صاحبؑ اپنی تقریروں میں لایا کرتے تھے۔ ان میں سے بعض اقوال پہلے بزرگوں کے ہیں۔ اور بعض حضورؑ کے اپنے الہام الٰہی۔ ایسے کلمات کو بطور نمونہ یہاں درج کیا جاتا ہے:۔

۱۔ ”انبیاءؑ تلامیذ الرحمٰن ہوتے ہیں“

۲۔ ”نماز مشکلات سے بچنے کی چابی ہے“

۳۔ ”صرف زبان سے کلمات کے تکرار کرنے میں برکت نہیں ہوتی، جب تک دل بھی اس کے ساتھ نہ ہو“

۴۔ ”جو منگے سو مر رہے۔ مرے سو منگن جا“

۵۔ ”فلسفی کو منکرِ حنّانہ است　　از حواس اولیاء بیگانہ است“
(ایسا فلسفی جو ممبر رسولؐ کے رونے کا انکار کرتا ہے۔ وہ اولیاء کے حواس (صلاحیتوں) سے ناواقف ہے۔)

۶۔ ”آں دعائے شیخ نے چوں ہر دعا است　　فانی است و گفت او گفت خدا است
(شیخ کی دعا محض عام دعا کی طرح نہیں۔ بلکہ وہ فانی (فی اللہ) ہے اور اس کا کہا گویا خدا کا کہا ہوا ہے۔)

۷۔ ”یاتوں لوڑ مقد میں یا اللہ نوں لوڑ۔“ (یا مقدمہ بازی کرو یا خدا پرستی کرو۔ دونوں یکجا نہیں ہو سکتیں۔)

۸۔ ”سخن کز دل بروں آید　　نشیند لاجَرم بر دِل“
(جو بات دل سے نکلتی ہے وہ بلاشبہ دل پہ جا بیٹھتی ہے۔)

۹۔ ”مَرد باید کہ گیرد اندر گوش　　ور نوشت ست پند بر دیوار
(آدمی کو چاہئے کہ نصیحت خواہ کسی دیوار پر لکھی ہو۔ اسے پوری توجہ دے۔)

۱۰۔ ”گویند سنگ لعل شود در مقام صبر　　آرے شود ولیک بخونِ جگر شود۔“
(کہتے ہیں کہ محض پتھر بھی ایک جگہ پڑے رہنے سے ہیرا بن جاتا ہے۔ بلاشبہ ایسا ہو جاتا ہے۔ لیکن جگر کے خون سے ہی ہوتا ہے۔)

۱۱۔ ”غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو　　جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے۔“

۱۲۔ "مومن کے دل میں ایک جذب ہوتا ہے۔ اس قوتِ جاذبہ کے ذریعہ سے وہ دوسروں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔"

۱۳۔ "آنکس کہ بقرآن و خبرزو نہ رہی انیست جوابش کہ جوابش نہ دہی"

(ایسا شخص جو قرآن و حدیث سے بے خبر ہے۔ اس کے لئے یہی جواب مناسب ہے۔ کہ اسے تو جواب دینے کی کوشش نہ کر۔)

۱۴۔ "گر نباشد بدوست راہ بُردن شرط عشق است دَر طلب مُردن"

۱۵۔ "جے تو میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو"

۱۶۔ "سرمد گلہ اختیار مے کرد یک کار ازیں دو کارمے باید کرد
یا تن برضائے دوست بباید داد یا قطع نظر زیار مے باید کرد"

(سرمد کو یہ شکایت ہے۔ کہ دو کاموں سے ایک کام کر دینا چاہئے۔ یا تو دوست کی رضا کی خاطر جان دے دی جائے یا پھر یار سے تعلق ختم کر لیا جائے۔)

۱۷۔ "گوش زدہ اثرے دارد۔" (کان پہنچی آواز کا اثر ہوتا ہے۔)

۱۸۔ "کار دنیا کسے تمام نہ کرد" (دنیا کے دھندے کبھی کوئی پورے نہیں کر پایا۔)

۱۹۔ "گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی" (اگر تو باہم مراتب کا خیال نہ رکھے تو تو زندیق ہے۔)

۲۰۔ "شب تنور گذشت و شب سمور گذشت۔"

(رات خواہ تنور کے کنارے ہو یا ریشمی اوڑھنی میں ہو گذر ہی جایا کرتی ہے۔)

۲۱۔ "سب کرامتوں کی اصل جڑ دعا ہے۔" ۲۲۔ "خدا داری چہ غم داری۔"

(تیرا خدا سے تعلق ہے تو پھر کیا غم ہے۔)

۲۳۔ "مَرد آخر بیں مبارک بندہ ایست۔" (آخرت پہ نگاہ رکھنے والا شخص بہت برکت والا ہے۔)

۲۴۔ "اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی بات زمین پر نہیں ہو سکتی۔" ۲۵۔ "خدا بیند و پوشد و ہمسایہ نہ بیند و خروشد۔"

(خدا بندے کی خامیوں کو دیکھتا ہے اور پردہ پوشی فرماتا ہے۔ جبکہ ہمسایہ کچھ دیکھ نہیں پاتا۔ لیکن پھر بھی شور مچاتا ہے۔)

۲۶۔ "استغفار کلیدِ ترقیاتِ روحانی ہے۔"

۲۷۔ "اَے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست۔" (اے خواجہ (باطنی) درد ہی نہیں ورنہ طبیب تو مل ہی جاتا ہے۔)

۲۸۔ "خاک شو پیش ازاں کہ خاک شوی۔" خاکساری اختیار کر قبل اس کے کہ تو خاک ہو کر رہ جائے۔

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

ماموریت کے انیسویں سال

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے علمی چیلنج

مخالف علماء کو علمی مباحث پر دعوت مقابلہ

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے　　آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند

از: مکرم جاوید احمد جاوید صاحب

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن کریم کے حقائق و معارف عطا فرمائے تھے اور اس ذریعہ سے آپ سے وہ خارق عادت امور صادر ہوتے رہے جن سے مد مقابل عاجز تھے۔ ایسا ہی حضرت اقدس کو قبولیت دعا کا بھی عظیم الشان نشان دیا گیا جبکہ غیر اس کا مقابلہ نہیں کر سکے۔ سال ۱۹۰۰ء جو حضرت اقدسؑ کی ماموریت کا اٹھارواں سال ہے۔ اس میں بھی ایسے ہی عظیم الشان نشانات کا ظہور ہوا جس کی تفصیل ہدیہ قارئین کی جا رہی ہے۔

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کو تفسیر نویسی کا چیلنج

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ تفسیر نویسی کا چیلنج دیا۔ آپؑ نے فرمایا:-

"....... قرآن شریف سے ثابت ہے کہ جو لوگ درحقیقت خدا تعالیٰ کے راستباز بندے ہیں۔ ان کے ساتھ تین طور سے خدا کی تائید ہوتی ہے۔

۱- ان میں اور ان کے غیر میں ایک فرق مابہ الامتیاز رکھا جاتا ہے۔ اس لئے مقابلہ کے وقت بعض امور خارق عادت ان سے صادر ہوتے ہیں جو حریف مقابل سے صادر نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ آیت وَيَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا اس کی شاہد ہے۔

۲- ان کو علم معارف قرآن دیا جاتا ہے۔ اور غیر کو نہیں دیا جاتا۔ جیسا کہ آیت لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ اس کی شاہد ہے۔

۳- ان کی دعائیں اکثر قبول ہو جاتی ہیں اور غیر کی اس قدر نہیں ہوتیں۔ جیسا کہ آیت اُدْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اس کی گواہ ہے۔

سو مناسب ہے کہ لاہور میں جو صدر مقام پنجاب ہے۔ صادق اور کاذب کے پرکھنے کے لئے ایک جلسہ قرار دیا جائے اور اس طرح سے مجھ سے مباحثہ کریں۔ کہ قرعہ اندازی کے طور پر قرآن شریف کی کوئی سورۃ

نکالیں اور اس میں سے چالیس آیات یا ساری سورۃ (اگر چالیس آیات سے زیادہ نہ ہو) لے کر فریقین یعنی یہ عاجز اور مہر علی شاہ صاحب اول یہ دعا کریں کہ یا الٰہی ہم دونوں میں سے جو شخص تیرے نزدیک راستی پر ہے۔ اس کو تو اس جلسہ میں اس سورۃ کے حقائق اور معارف فصیح و بلیغ عربی میں اسی جلسہ میں لکھنے کے لئے اپنی طرف سے ایک روحانی قوت عطا فرما اور روح القدس سے اس کی مدد کر اور جو شخص ہم دونوں فریق میں سے تیری مرضی کے مخالف اور تیرے نزدیک صادق نہیں ہے اس سے یہ توفیق چھین لے اور اس کی زبان کو فصیح عربی اور معارف قرآنی کے بیان سے روک لے تا لوگ معلوم کرلیں کہ تو کس کے ساتھ ہے اور کون تیرے فضل اور تیری روح القدس کی تائید سے محروم ہے۔

پھر اس دعا کے بعد فریقین عربی زبان میں اس کی تفسیر لکھنا شروع کریں اور یہ ضروری شرط ہوگی کہ کسی فریق کے پاس کوئی کتاب موجود نہ ہو۔ اور نہ کوئی مددگار اور ضروری ہوگا کہ ہر ایک فریق چپکے چپکے بغیر آواز سنانے کے اپنے ہاتھ سے لکھے۔ اس کی فصیح عبارت اور معارف کے سننے سے دوسرا فریق کسی قسم کا اقتباس یا سرقہ نہ کر سکے۔ اور اس تفسیر کے لکھنے کے لئے ہر ایک فریق کو پورے سات گھنٹے مہلت دی جائے گی۔ اور زانو بہ زانو لکھنا ہوگا۔ نہ کسی پردہ میں .... اور جب فریقین لکھ چکیں۔ تو وہ دونوں تفسیریں بعد دستخط تین اہل علم کو جن کا اہتمام حاضری و انتخاب پیر مہر علی شاہ صاحب کے ذمہ ہوگا۔ سنائی جائیں گی اور ان پر ہر سہ مولوی صاحبوں کا یہ کام ہوگا۔ کہ وہ حلفاً یہ رائے ظاہر کریں۔ کہ ان دونوں تفسیروں اور دونوں عربی عبارتوں میں سے کون سی تفسیر اور عبارت تائید روح القدس سے لکھی گئی ہے۔ اور ضروری ہوگا کہ ان تینوں عالموں میں سے کوئی نہ اس عاجز کے سلسلہ میں داخل ہو اور نہ مہر علی شاہ صاحب کا مرید ہو۔ اور مجھے منظور ہے کہ پیر مہر علی شاہ صاحب اس شہادت کے لئے مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبدالجبار غزنوی اور مولوی عبداللہ پروفیسر لاہوری کو یا تین اور مولوی منتخب کریں۔ جو ان کے مرید اور پیرو نہ ہو۔ مگر ضروری ہوگا۔ کہ یہ تینوں مولوی صاحبان حلفاً اپنی رائے ظاہر کریں کہ کس کی تفسیر اور عربی عبارت اعلیٰ درجہ پر اور تائید الٰہی سے ہے .... پس اس طرز کے مباحثہ اور اس طرز کے تین مولویوں کی گواہی سے اگر ثابت ہو گیا۔ کہ درحقیقت پیر مہر علی شاہ صاحب تفسیر اور عربی نویسی میں تائید یافتہ لوگوں کی طرح ہیں اور مجھ سے یہ کام نہ ہو سکا یا مجھ سے بھی ہو سکا اور انہوں نے بھی میرے مقابلہ پر ایسا ہی کر دکھایا تو تمام دنیا گواہ رہے کہ میں اقرار کرلوں گا کہ حق پیر مہر علی شاہ کیساتھ ہے۔ اور اس صورت میں میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ اپنی تمام کتابیں جو اس دعویٰ سے متعلق ہیں جلادونگا اور اپنے تئیں مخذول اور مردود سمجھ لوں گا .... لیکن اگر میرے خدا نے اس مباحثہ میں مجھے غالب کر دیا۔ اور مہر علی شاہ صاحب کی زبان بند ہو گئی۔ نہ وہ فصیح عربی پر قادر ہو سکے اور نہ وہ حقائق و معارف سورۃ قرآن میں سے کچھ لکھ سکے۔ یا یہ کہ اس مباحثہ سے انہوں نے انکار کر دیا تو ان تمام صورتوں میں ان پر واجب ہوگا کہ وہ توبہ کر کے مجھ سے بیعت کریں اور لازم ہوگا۔ کہ یہ اقرار صاف صاف لفظوں میں بذریعہ اشتہار دس

دن کے عرصہ میں شائع کر دیں۔" (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۳۲۷ تا ۳۳۰)

بعد میں حضور نے اس مدت کو بڑھا کر ایک مہینہ کر دیا۔ دیکھئے ضمیمہ اشتہار (دعوت پیر مہر علی شاہ گولڑوی مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم)

پیر صاحب پر آخری اتمام حجت (کے طور پر ایک اور طریق فیصلہ): حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیر صاحب پر آخری اتمام حجت کے طور پر طریق فیصلہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"مجھے اجازت دی جائے کہ مجمع عام میں .... تین گھنٹے تک اپنے دعویٰ اور اس کے دلائل کو پبلک کے سامنے بیان کروں۔ پیر مہر علی شاہ صاحب کی طرف سے کوئی خطاب نہ ہوگا۔ اور جب میں تقریر ختم کر چکوں۔ تو پھر مہر علی شاہ صاحب اٹھیں اور وہ بھی تین گھنٹے تک پبلک کو مخاطب کر کے یہ ثبوت دیں کہ حقیقت میں قرآن و حدیث سے یہی ثابت ہے کہ مسیح آسمان سے آئے گا۔ پھر اس کے بعد لوگ ان دونوں تقریروں کا خود موازنہ اور مقابلہ کر لیں گے۔" (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۳۵۴ اشتہار ۲۱ اگست ۱۹۰۰ء)

پیر مہر علی صاحب پر حجت کے لئے ایک اور تجویز:- حضرت اقدسؑ نے اشتہار ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء میں پیر صاحب موصوف کو اتمام حجت کے لئے اپنے مقابل پر بلایا کہ وہ آسمان سے آنے والے مسیح اور خونی مہدی کا ثبوت دیں آپ نے فرمایا:-

"آج میرے دل میں ایک تجویز اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈالی گئی۔ جس کو میں اتمام حجت کے لئے پیش کرتا ہوں اور یقین ہے کہ پیر مہر علی صاحب کی حقیقت اس سے کھل جائے گی کیونکہ تمام دنیا اندھی نہیں ہے۔ انہی میں وہ لوگ بھی ہیں جو کچھ انصاف رکھتے ہیں۔ اور وہ تدبیر یہ ہے۔ کہ آج میں ان متواتر اشتہارات کا جو پیر مہر علی شاہ صاحب کی تائید میں نکل رہے ہیں یہ جواب دیتا ہوں کہ اگر درحقیقت پیر مہر علی شاہ صاحب علم معارف قرآن اور عربی کی ادب اور فصاحت اور بلاغت میں یگانہ روزگار ہیں تو یقین ہے کہ اب تک وہ طاقتیں ان میں موجود ہوں گی کیونکہ لاہور آنے پر ابھی کچھ بہت زمانہ نہیں گذرا۔ اس لئے میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ میں اسی جگہ بجائے خود سورۃ فاتحہ کی عربی فصیح میں تفسیر لکھ کر اس سے اپنا دعویٰ ثابت کروں اور اس کے متعلق معارف اور حقائق سورۃ ممدوحہ کے بھی بیان کروں۔ اور حضرت پیر صاحب میرے مخالف آسمان سے آنے والے مسیح اور خونی مہدی کا ثبوت اس سے ثابت کریں اور جس طرح چاہیں سورۃ فاتحہ سے استنباط کر کے میرے مخالف عربی فصیح و بلیغ میں براہین قاطعہ اور معارف ساطعہ تحریر فرماویں یہ دونوں کتابیں دسمبر ۱۹۰۰ء کی پندرہ تاریخ سے ستر دن تک چھپ کر شائع ہو جانی چاہئیں۔ (یعنی ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء سے ۲۵ فروری ۱۹۰۱ء تک میں تفسیر لکھنے کی ہے اور چھپائی کے دن بھی اس میں ہیں ستر دن میں دونوں کتابیں شائع ہو جانی چاہئیں۔) تب اہل علم خود مقابلہ اور موازنہ کر لیں گے۔ اور اگر اہل علم میں سے تین کس جو ادیب اور اہل زبان ہوں اور فریقین سے کچھ تعلق نہ رکھتے ہوں قسم کھا کر

کہہ دیں کہ پیر صاحب کی کتاب کیا بلاغت اور فصاحت کی رو سے اور کیا معارف قرآن کی رو سے فائق ہے تو میں عہد صحیح شرعی کرتا ہوں کہ پانسو روپیہ نقد بلا توقف پیر صاحب کی نذر کرونگا اور اس صورت میں اس کوفت کا بھی تدارک ہو جائے گا جو پیر صاحب سے تعلق رکھنے والے ہر روز بیان کر کے روتے ہیں۔ کہ ناحق پیر صاحب کو لاہور آنے کی تکلیف دی گئی۔" (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۳۷۰۔۳۷۱)

نیز اس کے حاشیہ میں اشتہار بعنوان شتاب کار نکتہ چینوں کے لئے مختصر تحریر اور براہین احمدیہ کے ذکر میں فرمایا:۔

"افسوس کہ علمی نشان کے مقابلہ میں نادان لوگوں نے پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی نسبت ناحق جھوٹی فتح کا نقارہ بجا دیا اور مجھے گندی گالیاں دیں اور مجھے اس کے مقابلہ میں جاہل اور نادان قرار دیا۔ گویا میں اس نابغہ وقت اور سحبان زمان کے رعب کے نیچے آکر ڈر گیا۔ ورنہ وہ حضرت تو سچے دل سے بالمقابل عربی تفسیر لکھنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ اور اسی نیت سے لاہور تشریف لائے تھے پر میں آپ کی جلالت شان اور علمی شوکت کو دیکھ کر بھاگ گیا۔ اے آسمان جھوٹوں پر لعنت کر۔ آمین۔ پیارے ناظرین کاذب کے رسوا کرنے کے لئے اس وقت جو ۷ دسمبر ۱۹۰۰ء بروز جمعہ ہے۔ خدا نے میرے دل میں ایک بات ڈالی ہے۔ اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کا جہنم جھوٹوں کے لئے بھڑک رہا ہے۔ کہ میں نے سخت تکذیب کو دیکھ کر خود اس فوق العادت مقابلہ کے لئے درخواست کی تھی اور اگر پیر مہر علی شاہ صاحب مباحثہ منقولی اور اس کے ساتھ بیعت کی شرط پیش نہ کرتے جس سے میرا مدعا بکلی کالعدم ہو گیا تھا۔ تو اگر لاہور اور قادیان میں برف کے پہاڑ بھی ہوتے اور جاڑے کے دن ہوتے تو میں تب بھی لاہور پہنچتا اور ان کو دکھلاتا کہ آسمانی نشان اس کو کہتے ہیں مگر انہوں نے مباحثہ منقولی اور پھر بیعت کی شرط لگا کر اپنی جان بچائی اور اس گندے مکر کے پیش کرنے سے اپنی عزت کی پرواہ نہ کی۔ لیکن اگر پیر جی صاحب حقیقت میں فصیح عربی تفسیر پر قادر ہیں اور کوئی فریب انہوں نے نہیں کیا تو اب بھی وہی قدرت ان میں ضرور موجود ہوگی۔ لہٰذا میں ان کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اس میری درخواست کو اس رنگ میں پورا کریں کہ میرے دعاوی کی تکذیب کے متعلق فصیح و بلیغ عربی میں سورۃ فاتحہ کی ایک تفسیر لکھیں جو چار جز سے کم نہ ہو۔ اور میں اسی سورۃ کی تفسیر بفضل اللّٰہ و قوتہٖ اپنے دعویٰ کے اثبات سے متعلق فصیح بلیغ عربی میں لکھوں گا۔ انہیں اجازت ہے کہ وہ اس تفسیر میں تمام دنیا کے علماء سے مدد لے لیں۔ عرب کے بلغاء فصحاء بلا لیں۔ لاہور اور دیگر بلاد کے عربی دان پروفیسروں کو بھی مدد کے لئے طلب کر لیں۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء سے ستر دن تک اس کام کے لئے ہم دونوں کو مہلت ہے۔ ایک دن بھی زیادہ نہیں ہوگا۔ اگر بالمقابل تفسیر لکھنے کے بعد عرب کے تین نامی ادیب ان کی تفسیر کو جامع لوازم بلاغت و فصاحت قرار دیں۔ اور معارف سے پر خیال کریں۔ تو میں پانسو روپیہ نقد ان کو دونگا۔ اور اپنی تمام کتابیں جلا دوں گا۔ اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لوں گا۔......"

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۳۷۲ تا ۳۷۴)

نیز اشتہار معیار الاخیار میں فرمایا:۔

"........ مگر آپ لوگ اے اسلام کے علماء اب بھی اس قاعدہ کے موافق جو سچے نبیوں کی شناخت کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ قادیان سے کسی قریب مقام میں جیسا کہ مثلاً بٹالہ ہے یا اگر آپ کو انشراح صدر میسر آوے تو خود قادیان میں ایک مجلس مقرر کریں جس مجلس کے سرگردہ آپ کی طرف سے چند ایسے مولوی صاحبان ہوں کہ جو حلم اور برداشت اور خوف باری تعالیٰ میں آپ لوگوں کے نزدیک مسلم ہوں۔ پھر ان پر واجب ہوگا کہ منصفانہ طور پر بحث کریں اور ان کا حق ہوگا کہ تین طور سے مجھ سے تسلی کرلیں۔

(۱) قرآن اور حدیث کی رو سے۔ (۲) عقل کی رو سے (۳) سماوی تائیدات اور خوارق اور کرامات کی رو سے۔ کیونکہ خدا نے اپنی کلام میں مامورین کے پرکھنے کے لئے یہی تین طریق بیان فرمائے ہیں۔ پس اگر میں ان تینوں طوروں سے ان کی تسلی نہ کرسکا۔ یا اگر ان تینوں میں سے صرف ایک یا دو طور سے تسلی کی۔ تو تمام دنیا گواہ رہے کہ میں کاذب ٹھہروں گا لیکن اگر میں نے ایسی تسلی کردی۔ جس سے وہ ایمان اور حلف کی رو سے انکار نہ کرسکیں اور نیز وزن ثبوت میں ان دلائل کی نظیر پیش نہ کرسکیں تو لازم ہوگا کہ تمام مخالف مولوی اور ان کے نادان پیرو خدا تعالیٰ سے ڈریں۔ اور کروڑوں انسانوں کے گناہ کا بوجھ اپنی گردن پر نہ لیں۔......"

(اشتہارات معیار الاخیار مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء)

ایک اور حجت "ضمیمہ اشتہار دعوت پیر مہر علی شاہ گولڑوی":۔

حضرت اقدسؑ نے پیر صاحب کو ایک اور حجت کرتے ہوئے اشتہار دیا فرمایا:۔

"........اگر اشتہار ھذا کے شائع ہونے کی تاریخ سے جو ۲۲ جولائی ۱۹۰۰ء ہے ایک ماہ تک نہ پیر مہر علی شاہ صاحب کی طرف سے اس میدان میں حاضر ہونے کے لئے کوئی اشتہار نکلا اور نہ دوسرے مولویوں کے چالیس کے مجمع نے کوئی اشتہار دیا تو اس صورت میں یہ سمجھا جائے گا۔ کہ خدا تعالیٰ نے ان سب کے دلوں میں رعب ڈال کر ایک آسمانی نشان ظاہر کیا کیونکہ سب پر رعب ڈال کر سب کی زبان بند کردینا اور ان کی تمام شیخیوں کو کچل ڈالنا یہ کام بجز الٰہی طاقت کے کسی دوسرے سے ہرگز نہیں ہوسکتا......" (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۳۳۷)

نوٹ:۔ اس اشتہار کے آخر میں حضور نے ۸۶ علماء کے نام بھی تحریر فرمائے ہیں جو مکذبین میں شامل تھے کے علاوہ بھی تمام مکذبین علماء اس اشتہار کے مخاطب ہیں۔

اشتہار بعنوان "بشپ صاحب لاہور سے ایک سچے فیصلہ کی درخواست"

حضرت اقدسؑ نے لاہور کے عیسائی مناد بشپ لیفرائے کو دعوت مقابلہ دیتے ہوئے فرمایا:۔

"اگر بشپ صاحب تحقیق حق کے درحقیقت شائق ہیں۔ تو وہ اس مضمون کا اشتہار دے دیں۔ کہ ہم مسلمانوں سے اسی طریق سے بحث کرنا چاہتے ہیں کہ ان دونوں نبیوں میں سے کمالات ایمانی و اخلاقی و برکاتی و

تاثیراتی و قولی و فعلی و ایمانی و عرفانی و علمی و تقدسی اور طریق معاشرت کی رو سے کون نبی افضل و اعلیٰ ہے۔ اگر وہ ایسا کریں اور کوئی تاریخ مقرر کر کے ہمیں اطلاع دیں۔ تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی شخص تاریخ مقررہ پر ضرور جلسہ قرار دادہ پر حاضر ہو جائے گا۔ ورنہ یہ طریق محض ایک دھوکہ دینے کی راہ ہے۔ جس کا یہی جواب کافی ہے۔ اور اگر وہ قبول کر لیں۔ تو یہ شرط ضروری ہو گی کہ ہمیں پانچ گھنٹہ سے کم وقت نہ دیا جائے۔" (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۲۶۰۔ ۲۵۔ مئی ۱۹۰۰ء)

خلاصہ کلام: سال ۱۹۰۰ء حضرت اقدسؑ کی غیر معمولی کامیابی اور فتح پر انجام پذیر ہوا چنانچہ پیر مہر علی صاحب گولڑوی کو بالمقابل عربی تفسیر نویسی کا چیلنج دے کر حضرت اقدسؑ مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اعلان کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی خاص تائید سے مدت معینہ کے اندر ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء کو "اعجاز المسیح" کے نام سے فصیح و بلیغ عربی زبان میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر شائع کر دی۔ اور اس تفسیر کے لکھنے کی غرض یہ بیان فرمائی۔ کہ تا پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کا جھوٹ ظاہر ہو کہ وہ قرآن مجید کا علم رکھتا ہے۔ اور چشمہ عرفان سے پینے والا اور صاحب خوارق و کرامات ہے۔ مگر پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کو اپنے گھر بیٹھ کر بھی بالمقابل تفسیر لکھنے کی جرأت نہ ہوئی اور اپنی خاموشی سے اعتراف شکست کرتے ہوئے اپنے جاہل اور کاذب ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے باعلام الٰہی اپنی اس تفسیر کے متعلق لکھا کہ اگر ان کے علماء اور حکماء اور فقہاء اور ان کے باپ اور بیٹے متفق اور ایک دوسرے کے معاون ہو کر اتنی قلیل مدت میں اس تفسیر کی مثل لانا چاہیں تو وہ ہرگز نہیں لا سکیں گے

اس کتاب کے سرورق پر آپ نے بطور تحدی فرمایا کہ یہ ایک لاجواب کتاب ہے۔ مَنْ قَامَ لِلْجَوَابِ وَ تَنَمَّرَ۔ فَسَوْفَ یَرٰی اِنَّہٗ تَنَدَّمَ وَ تَذَمَّرَ یعنی جو شخص بھی غصہ میں آ کر اس کتاب کا جواب لکھنے کے لئے تیار ہو گا۔ وہ نادم ہو گا اور حسرت کے ساتھ اس کا خاتمہ ہو گا۔

چنانچہ ایک مولوی محمد حسن فیضی ساکن موضع بھیں تحصیل چکوال ضلع جہلم مدرس مدرسہ نعمانیہ واقع شاہی مسجد لاہور نے عوام میں شائع کیا کہ میں اس کا جواب لکھتا ہوں ابھی اس نے جواب کے لئے اعجاز المسیح پر نوٹ ہی لکھے تھے۔ اور ایک جگہ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن لکھ دیا۔ تو اس کے بعد ایک ہفتہ بھی نہ گذرا تھا کہ وہ ہلاک ہو گیا۔

اسی اثناء میں پیر مہر علی شاہ کی طرف سے ایک کتاب سیف چشتیائی شائع ہوئی۔ جس میں اس نے اعجاز المسیح کے بالمقابل تفسیر لکھنے کی بجائے اعجاز المسیح پر بے ہودہ نکتہ چینیاں کی تھیں۔ اور اعجاز المسیح کے چند فقروں کے متعلق لکھا تھا۔ کہ وہ بعض امثلہ عرب اور مقامات حریری وغیرہ سے سرقہ کئے گئے ہیں۔ نیز لکھا تھا کہ چونکہ آپ کی وحی، وحی نبوت نہیں کیوں نہ اسے از قبیل اضغاث احلام سمجھا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی ان بے ہودہ نکتہ چینیوں کا اس کتاب میں مفصل و مدلل اور مسکت جواب دیا ہے۔ اور اپنی وحی کو یقینی اور قطعی رحمانی وحی ثابت کیا ہے۔

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

بہاء اللہ کی مسیحیت؟

(قسط ششم)

تحریر: مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب

ماہنامہ نفحات کے مضمون نگار نے علی محمد باب کو بطور امام مہدی اور بہاء اللہ کو بصورت مسیح پیش کرنے کے لئے سب ممکن حربے استعمال کئے ہیں گذشتہ اقساط میں باب کی مہدویت کے بارہ میں مضمون نگار کے "دلائل" کا تفصیلی محاسبہ کیا جاچکا ہے۔ کہ باب کسی پہلو سے بھی امت مسلمہ میں ظاہر ہونے والا موعود مہدی قرار نہیں پاتا۔ اب قارئین کی خدمت میں بہائی مضمون نگار کے مضمون کی دوسری شق یعنی بہاء اللہ کی مسیحیت پر تجزیہ پیش کیا جارہا ہے۔ لیکن یہ امر قارئین کے پیش نظر رہنا چاہیے کہ باب اور بہاء اللہ کو اپنے ماننے والے کیا مقام دیتے ہیں۔ مہدی یا مسیح یا ابن اللہ یا کہ اللہ۔ یہ سب ان کا گھریلو معاملہ ہے۔ اور ہمارے پیش نظر صرف یہ پہلو ہیں کہ:۔

(الف) سید علی محمد ہرگز وہ موعود مہدی نہیں جس کی قرآن و احادیث میں بشارتیں ہیں اور امت مسلمہ جس کی منتظر تھی۔

(ب) بہاء اللہ ہرگز ہرگز وہ مسیح نہیں جس کے ظہور کی امت مسلمہ منتظر چلی آئی ہے۔

(ج) امت مسلمہ میں سے اور کسی کو ابن اللہ یا خدائی کے مقام پر تصور کرنا صریحاً شرک اور کفر ہے۔

پس اہل بہاء اپنے گھر میں کسی کو کیا مقام دیتے ہیں۔ یہ وہ جانیں۔ لیکن جن عظیم الشان پیش خبریوں پر ایمان رکھتے ہوئے عالم اسلام صدیوں سے امام مہدی اور مسیح کے ظہور کے لئے منتظر ہے۔ ان کے مصداق علی محمد باب اور بہاء اللہ ہرگز قرار نہیں پاتے اور اسی پہلو سے گذشتہ اقساط میں علی محمد باب کی فرضی' بے دلیل اور بے ثبوت مہدویت کا رد کیا گیا ہے۔ اب بہاء اللہ کی "مسیحیت" کا جائزہ لیتے ہیں۔

نفحات کے مضمون نگار نے علی محمد باب کو موعود مہدی "بنانے" کے لئے جہاں ہر طرح کے ناجائز حربے استعمال کئے ہیں وہاں بہاء اللہ کو مسیحیت کے منصب پر پہنچانے کے لئے کسی بھی اخلاقی ضابطے کی پامالی سے گریز نہیں کیا۔ چنانچہ مضمون نگار کا مضمون بہاء اللہ کی مسیحیت کے حوالہ سے تین اقسام پر مشتمل ہے۔ جو یہ ہیں:۔

۱۔ صریحاً جعلی اور فرضی حوالہ جات جن کا حقیقت اور صداقت سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

۲۔ احادیث اور دیگر عبارات کی غلط توجیہات اور غیر معقول تعبیرات۔

۳۔ اپنے موقف میں تضادات اور الجھاؤ کہ "کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی" کے مصداق ہیں۔

مندرجہ بالا تینوں اقسام پر تفصیلا تجزیہ پیش کرنے سے قبل بعض بنیادی ضروری امور قارئین کی توجہ کے

لئے ذیل میں ملاحظہ ہوں۔ مثلاً بہائی طبقہ کو یہ جلدی ضرور درپیش ہے۔ کہ بہاء اللہ کی مسیحیت کے راگ الاپیں لیکن یہ واضح کرنے سے قاصر چلے آ رہے ہیں۔ کہ بہاء اللہ کی مسیحیت کس بناء پر ہے۔

(الف) کیا وہ مسیح ناصری علیہ السلام کے مثیل ہیں۔ یا کہ وہی اصلی عیسیٰ بن مریم ہیں۔؟

(ب) کیا وہ مسیح ناصری علیہ السلام کی جگہ "مسیح" بن کر آئے ہیں۔ اگر یہ درست ہے۔ تو کیا مسیح ناصری علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔

(ج) یا مسیح ناصری علیہ السلام زندہ ہیں۔ اگر زندہ ہیں۔ تو زمین یا آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں۔ اور ان کا مستقبل بہاء اللہ کے نزدیک کیا ہوگا۔ مراد یہ کہ زمین پر واپس آئیں گے یا آسمان پر ہی وفات پا جائیں گے۔

(د) نیز یہ کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام اگر آسمان پر زندہ موجود ہیں اور دنیا میں واپس تشریف لے آئے۔ تو بہاء اللہ کی مسیحیت کا کیا حشر ہوگا۔ یہ جملہ پہلو بہائی دنیا کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور بہائیوں کو کھل کر اپنا عندیہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے بارے میں پیش کرنا چاہئے۔ اس کے بعد بہاء اللہ کی مسیحیت کا سوال اٹھ سکتا ہے (جماعت احمدیہ قرآن کریم احادیث نبویہ اور دیگر شواہد کی بناء پر حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو طبعی وفات یافتہ مانتی اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو مثیل مسیحؑ تسلیم کرتی ہے۔ جو لاتعداد پیشگوئیوں کے مصداق ٹھہر کر عین انتظار کے وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہوئے۔)

الف:۔ کب اور کس موقعہ پر دعویٰ مسیحیت کیا۔؟ ب:۔ کیا بہاء اللہ نے اپنی زندگی میں مسیحیت کا دعویٰ کیا تھا۔ اگر کیا تھا تو کون لوگ تھے جن کے سامنے اور موجودگی میں دعویٰ مسیحیت کیا۔ اور ان کا فوری رد عمل کیا تھا۔ ج:۔ دعویٰ اور رد عمل کا خود بہاء اللہ کی کس کتاب میں ذکر ہے۔؟

یاد رہے کہ بہائی مضمون نگار نے بہاء اللہ کی مسیحیت کی تائید میں صرف ایک حوالہ کتاب "اقدس" سے پیش کیا ہے۔ جبکہ کتاب اقدس میں وہ حوالہ سرے سے موجود ہی نہیں۔ تفصیل اگلے صفحات میں پیش ہوگی۔

بہاء اللہ کی مسیحیت کو پیش کرنے سے قبل اہل بہاء کو چاہئے کہ بہاء اللہ کو مدعی مسیحیت بنانے سے قبل وہ ایسی پیشگوئیوں کو اسلامی لٹریچر سے سامنے لائیں۔ جن میں کسی ایسے مسیح کے انتظار کی تلقین کی گئی ہو۔ ○ عیسائیت کی محرف و مبدل تعلیمات و عقائد کی اصلاح و درستی کے عمل سے کلیتہً اجتناب کرے۔ ○ جو اسلام کی اکمل اعلیٰ اور غیر مبدل کتاب یعنی قرآن کریم کو منسوخ کردے۔ ○ جو اپنے امام مہدی کے مشن میں تائید و حمایت کی بجائے اس کے کئے کرائے پر پانی پھیر دے۔ جیسا کہ باب کی مزعومہ مہدویت اور کتاب البیان کو بہاء اللہ نے موقعہ ملتے ہی منسوخ اور متروک ٹھہرا دیا۔ صاف ظاہر ہے کہ امت مسلمہ کبھی بھی ایسے مصلح کی منتظر نہیں رہی جو قرآن کریم جیسی مکمل اور زندہ جاوید کتاب اللہ کو ایسے ظالمانہ انداز سے منسوخ ٹھہرا دے۔ کہ خود اس کے پاس نہ اس کلام اللہ سے بہتر تعلیمات ہوں اور نہ کردار میں کوئی اچھا پہلو سامنے لا سکے۔ ہاں اگر اصلاح اس چیز کا نام سمجھا جائے کہ جہاں انسان کو پاک کردار اپنانے میں دقت یا ہمت کا سامنا کرنا پڑے وہاں وہ کلیتہً ہتھیار ڈال دے۔

تو یہ اصلاح نہیں کہلائے گی۔ بلکہ ہزیمت ناکامی اور بے بسی قرار پائے گی۔ اور اسلام کو چھوڑنے کے بعد بہائیت بالکل اسی ہزیمت اور ناکامی کا نام ہے۔ اور اس کی جملہ تعلیمات کا خلاصہ صرف اسی قدر ہے۔ کہ اگر حرام خوری سے اپنا دامن بچانا مشکل ہے۔ تو اس کا آسان حل یہ ہے۔ کہ حرام کو حلال قرار دے لو۔ بہائیت کی جملہ پالیسیاں اسی محور کے گرد گھومتی ہیں۔

۴۔ بہاء اللہ کو مسند مسیحیت پہ بٹھانے سے قبل اہل بہاء کو یہ فیصلہ بھی کرنا ہوگا کہ مہدی اور مسیح میں سے کس کا مقام بڑا ہے۔ دونوں میں سے کون دوسرے کا تابع اور کون دوسرے کا متبوع ہے۔ بہائی مضمون نگار کا ذہن اس بارے میں بھی بری طرح تضاد کا شکار ہے۔ مثلاً اس بارے میں مثالیں ملاحظہ ہوں:

الف:۔مزعومہ مہدی یعنی علی محمد باب کے مقام بلند کی مثال جہاں مضمون نگار نے لکھا ہے:۔ ”مرزا حسین علی بہاء اللہ حضرت باب کے مومن و پیروکار تھے۔ اس طرح آپ ”نائب مہدی“ ہوتے ہیں۔ جن کے ظہور کا ذکر ان اشعار میں آیا ہے۔

نائب مہدی آشکار شود بلکہ من آشکار مے بینم

گویا مضمون نگار کے نزدیک علی محمد باب کے مقابل پر بہاء اللہ کا مقام پیروکار ہونے اور ”نائب مہدی“ ہونے کا ہے اور علی محمد باب کا مقام اس کے اصل مہدی اور امام ہونے کا ہے۔

قارئین کو یاد ہوگا کہ قبل ازیں یہ وضاحت، کی جا چکی ہے۔ کہ بہائی قلمکاروں نے اصل قصیدہ شاہ نعمت اللہ ولی دہلوی میں کئی اشعار بناوٹی شامل کر رکھے ہیں۔ ”نائب مہدی“ والا شعر بھی ان فرضی و جعلی اشعار میں سے ہے۔ کیونکہ بہائی مسلک کے اعتبار سے بھی بہاء اللہ کو علی محمد باب کا نائب اور پیروکار ظاہر کرنا اصل حقائق کے صریحاً منافی بلکہ خلاف اور متضاد ہے۔

ب:۔ دوسری جگہ یہی مضمون نگار لکھتے ہیں کہ:۔

۱۔ علی محمد باب کی کتاب البیان بہاء اللہ نے نازل کی تھی۔

۲۔ علی محمد باب نے خود بھی اس کا اقرار برملا کر رکھا ہے کہ ”البیان“ بہاء اللہ نے نازل کی۔

۳۔ علی محمد باب نے یہ بھی متبعین کو تاکید کی۔ کہ البیان کے وہی احکام درست سمجھے جائیں جن کی بہاء اللہ تائید و توثیق کرے

۴۔ بہاء اللہ نے اپنا مقام سنبھالتے ہی ”البیان“ کو منسوخ کر دیا۔

پس بہائی دنیا پر لازم ٹھہرتا ہے کہ دوٹوک فیصلہ کریں۔ کہ علی محمد باب اور بہاء اللہ میں کون تابع اور کون متبوع ہے۔ مہدی اور مسیح میں کس کا مقام بڑا ہے۔ قارئین کرام کو یہ جان کر تعجب ہوگا۔ کہ ایک تازہ کتاب بعنوان ”ظہور مہدی و مسیح“ کے صفحہ ۳ پر سطر۶ میں یہ اقرار موجود ہے کہ ”عیسیٰ مہدی کی شریعت کی اتباع کریں گے“ بہائیوں کو شریعت کی اتباع اور تنسیخ کا فرق شاید معلوم نہیں

مہدی اور مسیح کی شناخت اور ان دونوں میں امتیاز قائم کرنے کے متعلق بھی بہائی گروہ کی سوچ تضادات کا شکار ہے چنانچہ ایک طرف یہ موقف ہے۔ کہ مہدی اور مسیح دونوں الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ اور اسی لئے علی محمد باب کو مہدی اور بہاء اللہ کو مسیح کا نام دے رکھا ہے۔ لیکن جب یہ پوچھا جائے کہ کن علامات و اوصاف کی بناء پر ایک کو مہدی اور دوسرے کو مسیح ٹھہراتے ہو۔ تو جواب یہ ہے کہ:-

"حضرت سید علی محمد باب اور حضرت بہاء اللہ کا زمانہ ایک ہی ہے۔ ان کے ظہور کی علامات بھی ایک جیسی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے "ظہور مہدی" میں علامات ظہور کا الگ باب مختص نہیں کیا۔"

(ظہور مہدی و مسیح صفحہ ۳۱۳)

سیدھی سی بات ہے کہ جب بہائیوں کے نزدیک مہدی اور مسیح کی علامات ایک جیسی ہیں۔ اور زمانہ بھی ایک ہی ہے۔ تو عقل سے کام لے کر اس احمدیہ موقف کو تسلیم کرلینا چاہئے۔ کہ مہدی اور مسیح درحقیقت ایک ہی موعود شخصیت کے دو پہلو ہیں۔ اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم "لا المهدی اِلاَّ عیسیٰ" (ابن ماجہ) حرف بحرف صحیح اور جملہ تضادات کو یکسر ختم کر دینے میں فیصلہ کن حیثیت رکھتی ہے۔

قارئین کرام! اب بہائی مضمون نگار کی ایک اور قلابازی ملاحظہ ہو۔ کتاب "ظہور مہدی و مسیح" صفحہ ۳۱۳ کا حوالہ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ کہ "باب اور بہاء اللہ کا زمانہ ایک ہی ہے اور ان کے ظہور کی علامات بھی ایک جیسی ہیں"

بہائی مضمون نگار لکھتے ہیں۔

"سید علی محمد باب نے مہدی "قائم" ہونے کا ادعا فرمایا تھا۔ آپ کی ماموریت کا دور ۱۸۴۴ء سے ۱۸۵۲ء ہے۔ اور مرزا حسین علی بہاء اللہ مسیح موعود (عیسیٰ دوران) ہو کر تشریف لائے اور آپ کا عہد ۱۸۵۲ء۔ ۱۸۹۲ء ہے۔ اس طرح یہ دونوں دعوے مستقل علیحدہ اور مشخص ہیں۔ جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے یہ بے اساس دعویٰ کیا۔ کہ وہ مہدی بھی ہیں اور مسیح بھی۔"

بہائی مضمون نگار نے باب اور بہاء اللہ کے زمانہ کو تسلسل کا رنگ دینے کے لئے باب کا زمانہ ۱۸۴۴ء سے ۱۸۵۲ء لکھا ہے۔ لیکن یہ محض چالاکی ہے۔ باب تو ۱۸۵۰ء میں قتل کر دیئے گئے۔ ان کا زمانہ ۱۸۵۲ء کیسے ہوا۔ اور بہاء اللہ کا زمانہ ۱۸۵۲ء ظاہر کرنا دوسری چالاکی ہے۔ جس کی تفصیل علیحدہ شق کے تحت پیش کی جائیگی لیکن یہ ضمنی بات تھی۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ مضمون نگار نے ایک طرف باب اور بہاء اللہ کا زمانہ ایک ہی اور علامات بھی ایک ہی جیسی قرار دی ہیں۔ مگر دوسری جانب یہ دعویٰ ہے۔ کہ دونوں کا دور بھی الگ الگ اور دونوں دعوے مستقل علیحدہ اور مشخص ہیں۔" اور اسی مستقل علیحدگی کا ہی یہ کرشمہ ٹھہرتا ہے۔ کہ بہاء اللہ نے باب کی شریعت اور تعلیمات اور پالیسیوں تک کو منسوخ کر دیا۔ اور اگر نتیجہ یہی کچھ ہونا تھا۔ تو دو الگ الگ شخصیتوں پر اصرار کا فائدہ کیا حاصل ہوا۔ باب چھ سال کے عرصہ میں بعد دعویٰ قتل ہو گئے۔ اور ان کے کلام اور شریعت کو

مہدی اور مسیح کی شناخت اور ان دونوں میں امتیاز قائم کرنے کے متعلق بھی بہائی گروہ کی سوچ تضادات کا شکار ہے چنانچہ ایک طرف یہ موقف ہے۔ کہ مہدی اور مسیح دونوں الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ اور اسی لئے علی محمد باب کو مہدی اور بہاء اللہ کو مسیح کا نام دے رکھا ہے۔ لیکن جب یہ پوچھا جائے کہ کن علامات و اوصاف کی بناء پر ایک کو مہدی اور دوسرے کو مسیح ٹھہراتے ہو۔ تو جواب یہ ہے کہ:۔

"حضرت سید علی محمد باب اور حضرت بہاء اللہ کا زمانہ ایک ہی ہے۔ ان کے ظہور کی علامات بھی ایک جیسی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے "ظہور مہدی" میں علامات ظہور کا الگ باب مختص نہیں کیا۔"

(ظہور مہدی و مسیح صفحہ ۳۱۳)

سیدھی سی بات ہے کہ جب بہائیوں کے نزدیک مہدی اور مسیح کی علامات ایک جیسی ہیں۔ اور زمانہ بھی ایک ہی ہے۔ تو عقل سے کام لے کر اس احمدیہ موقف کو تسلیم کرلینا چاہئے۔ کہ مہدی اور مسیح درحقیقت ایک ہی موعود شخصیت کے دو پہلو ہیں۔ اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم "لا المھدی اِلاَّ عیسٰی" (ابن ماجہ) حرف بحرف صحیح اور جملہ تضادات کو یکسر ختم کر دینے میں فیصلہ کن حیثیت رکھتی ہے۔

قارئین کرام! اب بہائی مضمون نگار کی ایک اور قلابازی ملاحظہ ہو۔ کتاب "ظہور مہدی و مسیح" صفحہ ۳۱۳ کا حوالہ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ کہ "باب اور بہاء اللہ کا زمانہ ایک ہی ہے اور ان کے ظہور کی علامات بھی ایک جیسی ہیں"

بہائی مضمون نگار لکھتے ہیں۔

"سید علی محمد باب نے مہدی "قائم" ہونے کا ادعا فرمایا تھا۔ آپ کی ماموریت کا دور ۱۸۴۴ء سے ۱۸۵۲ء ہے۔ اور مرزا حسین علی بہاء اللہ مسیح موعود (عیسیٰ دوران) ہو کر تشریف لائے اور آپ کا عہد ۱۸۵۲ء۔ ۱۸۹۲ء ہے۔ اس طرح یہ دونوں دعوے مستقل علیحدہ اور مشخص ہیں۔ جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے یہ بے اساس دعویٰ کیا۔ کہ وہ مہدی بھی ہیں اور مسیح بھی۔"

بہائی مضمون نگار نے باب اور بہاء اللہ کے زمانہ کو تسلسل کا رنگ دینے کے لئے باب کا زمانہ ۱۸۴۴ء سے ۱۸۵۲ء لکھا ہے۔ لیکن یہ محض چالاکی ہے۔ باب تو ۱۸۵۰ء میں قتل کر دیئے گئے۔ ان کا زمانہ ۱۸۵۲ء کیسے ہوا۔ اور بہاء اللہ کا زمانہ ۱۸۵۲ء ظاہر کرنا دوسری چالاکی ہے۔ جس کی تفصیل علیحدہ شق کے تحت پیش کی جائیگی لیکن یہ ضمنی بات تھی۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ مضمون نگار نے ایک طرف باب اور بہاء اللہ کا زمانہ ایک ہی اور علامات بھی ایک ہی جیسی قرار دی ہیں۔ مگر دوسری جانب یہ دعویٰ ہے۔ کہ دونوں کا دور بھی الگ الگ اور دونوں دعوے مستقل علیحدہ اور مشخص ہیں۔" اور اسی مستقل علیحدگی کا ہی یہ کرشمہ ٹھہرتا ہے۔ کہ بہاء اللہ نے باب کی شریعت اور تعلیمات اور پالیسیوں تک کو منسوخ کر دیا۔ اور اگر نتیجہ یہی کچھ ہونا تھا۔ تو دو الگ الگ شخصیتوں پر اصرار کا فائدہ کیا حاصل ہوا۔ باب چھ سال کے عرصہ میں بعد دعویٰ قتل ہو گئے۔ اور ان کے کلام اور شریعت کو

بہاء اللہ نے منسوخ کر دیا۔ تو یہ تکلف کرنے کی مجبوری کیا تھی۔ کہ باب کو الگ مہدی اور بہاء اللہ کو الگ مسیح ٹھہرایا جائے۔ اور مضمون نگار نے اپنے مضمون میں قصیدہ کے جس شعر کو غلط رنگ میں بنیاد بنا کر باب اور بہاء اللہ کے لئے الگ الگ گنجائش نکالنے کی ناکام سعی کی ہے۔ اس کی بجائے شعر کی وہ تعبیر کیوں قبول نہیں۔ جس کے تحت مہدی اور مسیح ایک ہی شخصیت کے دو نام یا دو پہلو تسلیم کئے جائیں۔ چنانچہ شعر ملاحظہ ہو۔

مہدی وقت و عیسیٰ دوراں ہر دو را شہسوار مے بینم

قصیدہ کا یہ شعر ہر لحاظ سے فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے۔ مثلاً

الف:۔ مہدی وقت اور عیسیٰ دوراں کے درمیان بہائی قلمکار تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ دونوں کا زمانہ ایک اور علامات بھی ایک ہی جیسی ہیں۔ اس لئے دونوں میں کسی تقسیم کار یا امتیاز کی بنیاد موجود نہ ہونا عقلاً متقاضی ہے کہ دونوں ایک ہی شخصیت کے مظہر ہیں۔ دو الگ الگ وجود قرار دینے ممکن نہیں۔

ب:۔ قصیدہ لکھنے والے بزرگ وجود نے بیک وقت دونوں کو شہسوار دیکھا ہے۔ یہ بھی مزید اس امر کی تائید ہے کہ اصل موعود سے ایک ہی فرد مراد ہے۔ اور بہائی بیچاروں کے مزعومہ مہدی و مسیح کا وقت الگ الگ ہے۔ اور باہمی تضاد بھی ایسا کہ بعد میں آنے والے نے اپنے پیش رو کا سارا نظام ہی منسوخ اور باطل قرار دے دیا۔ اس لئے وہ تو اکٹھے ایک ہی وقت میں شہسوار قرار نہیں دیئے جاسکتے کیونکہ دونوں کا باہمی کردار متضاد ہے۔

ج:۔ اوپر اشارہ کیا جاچکا ہے کہ بہائی مضمون نگار نے اپنے مزعومہ مہدی و مسیح کو باہم جوڑنے کے لئے باب کا دور ۱۸۴۴ء سے ۱۸۵۲ء قرار دیا ہے۔ تاکہ پھر بہاء اللہ کا دور ۱۸۵۲ء سے ۱۸۹۲ء تک مسلسل قرار دے سکیں۔ لیکن مضمون نگار کی یہ دونوں باتیں درست نہیں۔ کیونکہ علی محمد باب چونکہ ۱۸۵۰ء میں قتل کر دیئے گئے اس لئے ان کا دور ۱۸۵۰ء میں ختم ہو جاتا ہے۔ اور آگے دو سال کا عرصہ باب کا دور شمار کرنا کسی طور درست نہیں۔

پس خلاصہ کلام یہ کہ چونکہ:۔

(۱) مہدی اور مسیح کا مشن ایک ہی ہے۔ (۲) وقت اور دور بھی ایک ہی ہے (۳) باہم علامات بھی کلیتہً ایک جیسی ہیں (۴) دونوں کا دشمن بھی مقابل پر ایک ہی یعنی دجال ہے (۵) دونوں میں باہم کوئی حد فاصل اور تقسیم کار بھی نہیں۔ (۶) اور دونوں میں ایک ہی وقت میں ایک ہی سواری پر ایک ہی منزل کی طرف رواں دواں ہونے کے باعث قصیدہ لکھنے والے بزرگ کو شہسوار کے انداز میں کشفاً دکھلائے گئے۔ اس لئے یہ ساری باتیں حتمی نتیجہ پیدا کرتی ہیں۔ کہ دراصل مہدی اور مسیح ایک ہی وجود کے دو انداز اور روپ ہیں۔ اور فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم لَا الْمَهْدِیُ اِلَّا عِیْسٰی بلاشبہ برحق ہے۔ اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کو خدا تعالیٰ نے عین پیشگوئیوں کے مطابق بطور مہدی و مسیح مبعوث فرما کر فرمان نبوی کی واقعاتی تصدیق فرما دی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی تصدیق اور فعلی شہادت کے سامنے بہائی گروہ کی قیاسی اور فرضی باتوں کی کوئی اہمیت نہیں رہ جاتی۔ اور حضرت مرزا صاحب ہی زیر بحث قصیدہ کے جملہ تقاضوں اور خصوصاً اس شعر کے مصداق حقیقی اور مصداق منفرد ہیں کسی

اور موعود مہدی و مسیح کے لئے اب کوئی گنجائش نہیں۔ بلاشبہ آپ ہی مطابق شعر

مہدی وقت و عیسیٰ دوراں		ہر دو را شہسوار مے بینم

مہدی وقت اور مسیح دوراں وہ شہسوار ہیں۔(۷)

بہاء اللہ کی مسیحیت کے لئے بہائی قلمکار کتنے بے چین ہیں۔ اس کا ایک دلچسپ نقشہ ذیل میں ملاحظہ ہو۔ کہ مضمون نگار نے بہاء اللہ کی مسیحیت کا آغاز ۱۸۵۲ء سے ۱۸۹۲ء ظاہر کیا ہے۔ لیکن یہی مضمون نگار رقمطراز ہیں:-

۱:- "۱۸۵۲ء میں مرزا حسین علی بہاء اللہ کا ایران میں مسیح موعود کی حیثیت سے ظہور ہو چکا تھا۔"

۲:- "حضرت بہاء اللہ ۱۸۹۲ء سے بہت پہلے بڑے اعتماد و یقین کے ساتھ اعلان فرما چکے تھے کہ آپ حضرت مسیح موعود کی حیثیت سے ظہور فرما چکے ہیں۔"

۳:- اگر کوئی صاحب یہ اعتراض کریں کہ حضرت بہاء اللہ کے دعویٰ کے سال کا ذکر نہیں ہوا...... تسلی کے لئے ہم ایک اور آیت نقل کرتے ہیں جو کتاب الاقدس میں وارد ہے۔ اور یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ کتاب الاقدس ۱۸۷۳ء میں عکا میں نازل ہوئی تھی۔"

۴:- "۱۸۶۳ء میں بغداد کے باغ رضوان میں اپنے مسیح ہونے کا کھلم کھلا اعلان کر کے "آشکار" ہوئے یاد رکھئے کہ اس سے پہلے آپ حضرت باب کے نائب و مطیع ہی تھے مسیح کی حیثیت سے آپ نے اعلان نہیں فرمایا تھا۔"

۵:- "مرزا حسین علی بہاء اللہ مسیح موعود (عیسیٰ دوراں) ہو کر تشریف لائے۔ اور آپ کا عہد ۱۸۵۲ء تا ۱۸۹۲ء ہے۔"

قارئین کرام! بہائی مضمون نگار نے یہ پانچوں موقف بہاء اللہ کی مسیحیت کے بارے میں اپنے مضمون میں لکھے ہیں اور ان پانچوں میں جو اختلاف اور تضاد ہے۔ وہ بھی واضح ہے۔ کسی ایک موقف پر مضمون نگار کا نہ ٹکنا محض اس وجہ سے ہے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ اور ان میں جھوٹ خصوصیت سے شق نمبر۳ میں ہے کہ الاقدس کی آیت ۴۷ پر بنیاد رکھی ہے اور لطف یہ ہے کہ الاقدس میں یہ آیت موجود ہی نہیں جس میں دعویٰ مسیحیت ظاہر کیا جا رہا ہے۔ آیت نمبر۴۷ کا مضمون بہاء اللہ کی مسیحیت سے متعلق نہیں اور نہ ہی کسی اور جگہ الاقدس میں محولہ آیت موجود ہے۔ اس فرضی آیت کا مضمون یہ بتاتا ہے (ترجمہ) "کہہ دو۔ اے انجیل والو۔ آسمان کا دروازہ کھل گیا اور وہ آگیا جو آسمان پر گیا تھا وہ اب بحر و بر میں منادی کر رہا ہے"

الف: الاقدس میں کسی جگہ یہ آیت موجود نہیں۔

ب: آیت کے مطابق آسمان کا دروازہ کھل گیا۔ لیکن جیل اور کال کوٹھڑی کا دروازہ کھولنا بہائیوں کے جعلی خدا کو یاد نہ رہا۔ کہ بہاء اللہ بیچارے جیل سے باہر نکل سکتے۔

ج: بہاء اللہ ۱۸۵۲ء سے جیلوں میں جانا شروع ہوئے اور ۱۸۹۲ء میں تا وفات ایک قیدی انسان کے طور پر زندگی تمام ہوئی۔ ایسے انسان کے بارے میں یہ الہامی انکشاف کہ "وہ اب بحر و بر میں منادی کر رہا ہے" بہاء اللہ

بیچارے سے مذاق ہی متصور ہو گا۔

یہ فقرات نفحات کے مضمون نگار کے قلم سے نکلے ہوئے ہیں۔ اور نفحات کے مضمون میں موجود ہیں۔ ان فقرات کا باہمی تضاد دراصل بہائی سوچ کا مظہر ہے۔ کہ ایک ہی وقت میں ایک ہی مضمون میں ایک ہی قلمکار کی تحریرات پر مشتمل یہ فقرات موجود ہیں۔ اور ان فقرات کے الفاظ بہائیت کی کسی بھی مستند کتاب سے نہیں لئے گئے۔ اور نہ کسی کتاب میں یہ موجود ہیں۔ یہ سب فرضی اور قیاسی باتیں ہیں۔ ہاں البتہ مضمون نگار نے صرف شق نمبر۳ میں کتاب "اقدس" کی عبارت کی پناہ لی ہے۔ لیکن وہ لکھا جا چکا ہے کہ "اقدس" کی آیت ۷۴ کا مسیح کے نزول سے کوئی تعلق نہیں۔ نہ یہ آیت اقدس میں کہیں موجود ہے پس نتیجہ اس ساری تگ و دو کا مضمون نگار کے اپنے خلاف جاتا ہے۔ اور بہاء اللہ کی مسیحیت کی کوئی دلیل سامنے نہیں لا سکے۔ (جاری)

(بقیہ از صفحہ ۹)

۲۹۔ "خبثِ نفس نہ گردد بسالہا معلوم۔"

(اپنے نفس کے اندرونی گند کا انسان کو سال ہا سال علم تک نہیں ہو پاتا۔)

۳۰۔ الاستقامة فوق الكرامة۔" (خدا کی راہ میں استقامت اختیار کرنا معجزہ اور کرامت سے بڑھ کر ہے۔)

۳۱۔ "یک در گیرو محکم گیر۔" (در ایک ہی ہے اسے ہی پکڑ اور مضبوطی سے پکڑ۔)

۳۲۔ "یار غالب شو کہ تا غالب شوی۔" (غالب طاقت (الٰہی) کا دوست بن۔ تا تو بھی غالب رہے۔)

نوٹ:۔ بریکٹ میں ترجمہ ادارہ کی طرف سے دیا گیا ہے۔

(بقیہ از صفحہ ۱۵)

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص تصرف سے انکشاف فرما دیا۔ کہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی جس نے سرقہ کا الزام لگایا تھا۔ وہ خود سارق ثابت ہوا۔ پیر مہر علی شاہ صاحب نے اپنی کتاب سیف چشتیائی میں جو اعجاز المسیح اور شمس بازغہ پر نکتہ چینیاں اور اعتراضات کئے تھے۔ وہ درحقیقت مولوی محمد حسن بھین کے نوٹوں کی ہو بہو نقل تھے جو اس نے بطور یادداشت کتاب اعجاز المسیح اور شمس بازغہ کے حواشی پر لکھے تھے۔ جو پیر صاحب نے اپنی علمیت جتانے کے لئے ان کی طرف منسوب کرنے کی بجائے اپنی طرف منسوب کر کے شائع کر دیئے اور اس کی اطلاع میاں شہاب الدین اور مولوی کرم دین سکنہ بھین نے خطوط کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مولوی فضل الدین صاحب بھیروی کو دی اور اس طرح پیر مہر علی شاہ صاحب خود سارق ثابت ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام اِنِّی مُهِيْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ کا مصداق ٹھہرے

مجلس انصار اللہ چک چٹھہ (ضلع حافظ آباد) کا

ایک روزہ تربیتی پروگرام

مجلس انصار اللہ چک چٹھہ (ضلع حافظ آباد) کے تربیتی پروگرام کا آغاز مورخہ ۸ ستمبر ۲۰۰۰ء کو باجماعت نماز تہجد سے ہوا بعد ازاں نماز فجر ہوئی اور مکرم نوید عمران انجم صاحب مربی سلسلہ احمدیہ نے "تربیت" کے موضوع پر درس دیا۔

ورزشی مقابلہ جات

مورخہ ۸ ستمبر کو ۶.۰۰ بجے صبح ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ مقامی مجلس کی دو ٹیموں A اور B کے درمیان رسہ کشی کا مقابلہ ہوا جس میں ۲۰ انصار نے حصہ لیا۔ چنانچہ A ٹیم نے مقابلہ جیت لیا۔ دوڑ، کلائی پکڑنا، گولہ پھینکنا، اور سائیکل ریس کے مقابلہ جات بھی ہوئے۔ جن میں بالترتیب ۱۶، ۱۲، ۱۶، ۲۲ اور ۶ انصار نے حصہ لیا۔ بعض مقابلے انصار اللہ کی صف دوم اور صف اول کے درمیان بھی ہوئے۔ یہ مقابلے ختم ہونے پر انصار اور مہمان حضرات کو ریفریشمنٹ دی گئی۔ ورزشی مقابلوں میں انتظامی ڈیوٹی مکرم حکیم نور احمد صاحب نے دی۔

علمی مقابلہ جات

پونے ۱۰ بجے علمی مقابلہ جات شروع ہوئے جن میں تلاوت، نظم اور تقریر کے مقابلے تھے۔ ان مقابلوں میں بالترتیب ۱۰، ۱۸ اور ۲۳ انصار نے حصہ لیا ہر دو مقابلہ جات ۱.۳۰ دوپہر ختم ہوئے۔

اختتامی تقریب

نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد اختتامی اجلاس ہوا۔ جس میں ورزشی اور علمی مقابلہ جات اول، دوم، سوم آنے والے اور ٹیموں کے مقابلہ میں شامل انصار نے انعامات حاصل کئے۔ مرکزی نمائندگان مکرم فضل احمد شاہد صاحب اور مکرم نصیرالدین بھٹی صاحب نے انعامات تقسیم کئے۔ اس موقعہ پر مکرم ڈاکٹر ناصر احمد صاحب ناظم ضلع اور مکرم مولوی فضل احمد شاہد صاحب نے تربیتی تقاریر کیں۔ آخر میں مرکزی نمائندہ مکرم نصیرالدین بھٹی صاحب نے دعا کروائی۔ اس اجلاس میں ۱۸ انصار ۲۸ خدام ۲۵ اطفال اور ۵۰ خواتین نے شرکت کی۔ پروگرام ختم ہونے پر جملہ حاضرین اور مہمانوں کو کھانا پیش کیا گیا۔ الحمدللہ کہ مجلس چک چٹھہ کا یہ پہلا تربیتی پروگرام بخیروخوبی انجام پذیر ہوا۔

(رپورٹ: ماسٹر محمد اشرف زعیم انصار اللہ)

دعائے مغفرت

مکرم ماسٹر منصور احمد بٹ صدر محلہ دارالنصر وسطی کے والد ماجد اور مکرم ایم طاہر بٹ انسپکٹر انصار اللہ پاکستان کے دادا جان مکرم محمد یوسف بٹ صاحب (آف لویری والا ضلع گوجرانوالہ) مورخہ ۱۱۔ اکتوبر ۲۰۰۰ء بعمر ۸۶ سال وفات پا گئے ہیں۔ مرحوم نے بچپن میں احمدیت قبول کی۔ آپ بڑے مخلص اور محنتی تھے ایک لمبے عرصہ تک زعیم انصار اللہ صدر جماعت احمدیہ لویری والا خدمات سرانجام دیں اور سندھ میں حضرت مصلح موعود...... کی زمینوں پر بھی کام کرتے رہے۔

۲۔ مکرم عبدالمنان کوثر صاحب کارکن ماہنامہ انصار اللہ کے دادا جان مکرم فیروز الدین صاحب گھکھڑ مورخہ ۸۔ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو بعمر ۹۵ سال وفات پا گئے ہیں۔ آپ ایک مخلص اور دعا گو بزرگ تھے۔

احباب سے ہر دو مرحومین کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

نتیجہ امتحان سہ ماہی دوم ۲۰۰۰ء

قیادت تعلیم - مجلس انصار اللہ پاکستان

امتحان سہ ماہی دوم ۲۰۰۰ء میں پاکستان بھر کی ۳۱۱ مجالس کے ۴۰۲۴ انصار نے شمولیت کی۔ نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے انصار کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

اول :۔مکرم قریشی فصیح الدین احمد صاحب۔نارتھ کراچی **دوم** :۔مکرم محمد اصغر عتیق صاحب۔دارالحمد فیصل آباد

سوم :۔مکرم یعقوب احمد بٹ صاحب۔ ڈرگ کالونی کراچی

خصوصی گریڈ 'اے' حاصل کرنے والے انصار درج ذیل ہیں۔

۱۔**ربوہ** مکرم محمد ابراہیم شاد صاحب دارالعلوم غربی۔مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب دارالصدر شمالی۔مکرم شمس الدین سیال صاحب دارالرحمت وسطی۔مکرم مرزا غلام رسول صاحب دارالبرکات۔ مکرم محمد عبدالماجد صدیقی صاحب گولبازار۔مکرم منشی شیر محمد صاحب دارالعلوم شرقی حلقہ نور۔مکرم عبدالباسط خاں صاحب دارالرحمت شرقی۔مکرم بشیر احمد شاہد صاحب دارالصدر غربی حلقہ قمر۔مکرم عمر حیات صاحب فیکٹری ایریا۔مکرم پروفیسر محمد سلطان اکبر صاحب دارالصدر غربی حلقہ قمر۔مکرم غلام احمد صاحب گھمن ناصر آباد شرقی۔مکرم محمد صدیق گورداسپوری صاحب دارالرحمت وسطی ۔مکرم حکیم محمد نسیم صاحب دارالنصر غربی۔مکرم مبارک احمد خاں صاحب دارالنصر شرقی۔مکرم عبدالسلام ظافر صاحب ناصر آباد غربی۔مکرم قریشی محمد عبداللہ ہاشمی صاحب دارالصدر شرقی۔مکرم محمد اعظم اکسیر صاحب کوارٹرز تحریک جدید۔مکرم مرزا محمد افضل صاحب دارالصدر شرقی عقب ہسپتال۔مکرم ملک جمیل الرحمن رفیق صاحب کوارٹرز تحریک جدید۔مکرم عبدالسمیع حسنی صاحب دارالرحمت وسطی۔مکرم ملک محمد اعظم صاحب دارالعلوم غربی حلقہ صادق۔ **کراچی** مکرم عبدالمنان محمود صاحب نارتھ کراچی۔مکرم حمید الدین احمد صاحب ماڈل کالونی کراچی۔**فیصل آباد** مکرم ڈاکٹر بشیر حسین تنویر صاحب دارالحمد۔**ڈیرہ غازیخاں** مکرم رفیق احمد نعیم صاحب۔ **سرگودھا** مکرم ملک نصیر احمد کاتب صاحب چک ۴۶ شمالی۔مکرم نصر اللہ خاں بھلی صاحب۔ **قمر آباد سندھ** مکرم عبدالباری ساجد صاحب۔**سیالکوٹ شہر** مکرم جلال الدین شاد صاحب۔ **کنری سندھ** مکرم عبدالمجید زاہد صاحب۔ **لاھور** مکرم محمد سلیم اختر صاحب سلطان پورہ۔ **چکوال** مکرم رشید احمد ارشد صاحب دھرکنہ۔ **پشاور** مکرم محمود مجیب اصغر صاحب۔**کھاریاں** مکرم محمد یعقوب امجد صاحب۔ **ٹوبہ ٹیک سنگھ** مکرم عزیز احمد طاہر صاحب۔

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز مبارک کرے اور مزید علمی ترقیات سے نوازے۔آمین۔

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان)

تضمین

"از خدا یابند مردانِ خدا"

خدا کے بندے سب کچھ خدا سے حاصل کرتے ہیں۔

آج پھر انصار دینِ مصطفیٰ پڑھ رہے ہیں چار سُو صلِّ علیٰ
مہدئ مسعود کا لے کر علم رفتہ رفتہ چھا رہے ہیں جا بجا
چُومتی ہے ہر زمیں ان کے قدم جب وہ دیتے ہیں پیامِ جانفزا
ہر جگہ وہ کامراں کیونکر نہ ہوں جن کے سر پر ہے خلافت کی ردا
قریہ قریہ ہو رہا ہے صبح و شام مرتبہ ظاہر کلام اللہ کا
دشمنِ ناداں بڑا حیران ہے دیکھ کر اثمارِ تبلیغ و ھدیٰ

طالبِ دنیا نہیں شبّیر ہم
"از خدا یابند مردان خدا"

چوہدری شبیر احمد

میرا قبول احمدیت

از: مکرم رانا مبارک علی صاحب ساہیوال

مجھے احمدیت کی نعمت نصیب ہوئے کافی عرصہ ہو چکا ہے۔ اور ہمیشہ میرے ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت نے مجھ پر کتنا فضل کیا کہ مجھے احمدیت جیسے عظیم انعام سے نوازا اور مجھے زمین سے اٹھا کر آسمان پر پہنچا دیا اس کی تفصیل یوں ہے۔

خاکسار تحصیل نکودر ضلع جالندھر کے ایک گاؤں ملسیاں کا رہائشی تھا۔ راجپوت برادری سے میرا تعلق ہے جو تعلیمی طور بہت پیچھے تھے اور دینی لحاظ سے صرف عید کی نماز پڑھنے والے ہی تھے زرعی زمینیں کافی زیادہ تھیں لوگ زمین بیچ بیچ کر عیاشی کرتے تھے اور تعلیم کی طرف بالکل دھیان نہیں تھا۔ اپنے شوق سے اگر کوئی بچہ چند جماعت پڑھ جائے تو پڑھ جائے اسی ماحول میں خاکسار کی عمر جب گیارہ سال سے اوپر ہو گئی تو ایک دن خود ہی سکول جا کر داخل ہو گیا۔ جب جماعت ہفتم میں ہوا تو عمر کا اٹھارواں سال شروع ہو چکا تھا۔ تعلیم کی منزل بہت لمبی سمجھ کر سکول کو چھوڑ دیا اور کوئٹہ میں اپنے بڑے بھائی (جو پولیس میں ملازم تھے) کے پاس پہنچ گیا۔ اور محکمہ پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف میں ملازم ہو گیا۔ خاکسار ۲۵ جون ۱۹۴۵ء کو ملازم ہوا اور مختلف جگہوں پر تعینات ہوتا رہا۔ کوئٹہ میں احمدیوں کی تعداد کافی تھی مگر میری کسی سے کوئی شناسائی نہ ہوئی اور نہ ہی احمدیت کا تعارف ہوا۔ احمدیت کے خلاف جو جھوٹا پراپیگنڈہ تھا اسی حد تک مجھے بھی علم تھا کہ قادیان (بھارت) میں مرزا صاحب نے خدائی کا دعویٰ کیا ہے اور وہاں جنت اور دوزخ بنائی ہوئی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی..... کی زیارت

۱۹۴۹ء میں خاکسار سبی سے آگے کوئٹہ کی طرف پہلے اسٹیشن پر تعینات تھا کہ ٹیلیفون پر پتہ چلا کہ شام کو ریل گاڑی سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ...... کوئٹہ سے تشریف لا رہے ہیں۔ مجھے ان کو دیکھنے کی خواہش ہوئی۔ گاڑی آئی میں نے بڑی بھاگ دوڑ کی مگر حضور نظر نہ آئے۔ میں فوراً اسی گاڑی میں سوار ہو گیا تاکہ سبی جا کر دیکھ سکوں۔ سبی پہنچ کر میں نے حضور کا نورانی چہرہ دیکھا۔ حضور گاڑی میں تشریف فرما تھے۔ ملاقات کرنے والے احباب لائن میں لگ کر مصافحہ کر رہے تھے۔ میں چند قدم دور کھڑا یہ نظارا دیکھتا رہا۔ دل میں حیران ہو رہا تھا کہ یہ نورانی چہرہ اور ایسا غلط دعویٰ ہو نہیں سکتا مگر کوئی فیصلہ نہ کر سکا۔ خدا تعالیٰ نے اسی وقت اس ناچیز کے متعلق فیصلہ فرما دیا کہ تمہیں اس نورانی شکل والے کے قدموں میں پہنچانا ہے۔ یہاں سے معجزانہ رنگ میں احمدیت کے انعام ملنے کا سفر شروع ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل یوں ہے۔

میرا تبادلہ۔ نام کی وجہ سے

بلوچستان میں تقریباً تمام ملازم پنجابی یا کشمیری تھے۔ مقامی لوگ اس وقت تک کہیں کہیں کوئی ریلوے گینگ مین تک ہی ملازم تھے تمام پنجابی کسی نہ کسی طرح اپنی

تبدیلی پنجاب میں کرانے کی کوشش میں رہتے تھے۔ میں بھی انہیں میں شامل تھا۔ ایک روز ہمیں اطلاع ہوئی کہ صبح کی گاڑی پر پوسٹ ماسٹر جنرل کراچی سے کوئٹہ آ رہے ہیں۔ اس لئے ہر اسٹیشن پر ٹیلی فون ملازمین خوب وردیاں پہن کر آئے۔ میں اپنے اسٹیشن پر آیا تو پوسٹ ماسٹر جنرل جناب ایم۔ ایم حسین صاحب جو شیعہ عقائد رکھنے والے تھے۔ گاڑی کے دروازہ میں آئے۔ میرے حالات معلوم کئے۔ کچھ محکمہ کی باتیں کرنے کے بعد پوچھا "کوئی تکلیف تو نہیں۔" میں نے اپنی تبدیلی کے لئے عرض کیا تو انہوں نے فوراً کہا کہ یہاں پر تو سارا اسٹاف تبدیلی چاہتا ہے اس لئے یہ کام مشکل ہے۔ میں نے عرض کیا کہ سکھر میں ہی تبدیل کر دیں۔ انہوں نے کہا یہ بھی مشکل ہے۔ دروازے سے واپس ہونے لگے تو ایسے ہی پوچھ لیا کہ نام کیا ہے؟ میں نے بتایا کہ "مبارک علی"۔ نام کی وجہ سے ایک ہفتہ بعد سکھر کی تبدیلی کے آرڈر آ گئے۔ اس وقت ٹیلی گراف ڈویژن کوئٹہ تھا اور سکھر کوئٹہ کا ہی سب ڈویژن تھا۔ سکھر سب ڈویژن کی حدود خانپور تک تھی بلکہ اس سے آگے چاچڑاں تک کا علاقہ بھی سکھر سب ڈویژن کی حدود میں تھا۔

اب سکھر سے نئی پوسٹنگ ہونا تھی مگر وہاں پر بھی کسی اچھے اسٹیشن کا نام لینا مشکل تھا۔ چار پانچ روز بعد مجھے رحیم یار خاں کے آرڈر مل گئے۔ میں نے انچارج سپروائزر سے پتہ کیا کہ کس کی جگہ پر آرڈر ہوئے ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ کسی کی جگہ پر نہیں۔ آپ کو وہاں پر فالتو پوسٹ پر لگایا ہے۔ جو سٹاف وہاں پہلے موجود تھا وہ تو سرکاری کوارٹروں میں رہتے تھے۔ مجھے وہاں کرائے کے مکان میں رہنا تھا۔ کرایہ کے مکان بہت مہنگے تھے۔ اس وقت وہاں پر دو کمپنیاں یعنی لیور برادرز اور ایک عباسی ٹیکسٹائل ملز زیر تعمیر تھیں۔ ان کے سٹاف کی وجہ سے کرائے بہت زیادہ تھے۔ مجھے خاصی پریشانی تھی۔ تذبذب کا شکار تھا کہ اچانک ایک بہت ہی دور کے رشتہ دار سے ملاقات ہو گئی۔ اس نے پوچھا کہ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بتائیں میں نے رہائش کا ذکر کیا۔ اس نے کہا کہ میرا ایک چوبارہ ہے۔ ایک ہی کمرہ ہے اور اتنا ہی آگے صحن ہے۔ وہ دیکھ لو اگر گزارا ہو سکے۔ میں نے دیکھا تو وہ اچھا معلوم ہوا کیونکہ اس وقت ہم دو میاں بیوی اور ایک دودھ پیتی بچی تھی۔

مرزائیوں سے بچ کر رہنا

میں نے آ کر اپنے رشتہ دار سے کہا کہ ٹھیک ہے ہمارا گزارا ہو جائے گا۔ اس کا کرایہ کیا ہو گا۔ اس نے کہا کہ کرایہ پر کہیں اور جگہ ڈھونڈ لیں یہ تو خالی پڑا ہے۔ آپ اس میں رہ لیں مگر وہاں پر ایک خطرہ ہے وہ یہ کہ پڑوس میں پچھلی طرف مرزائی رہتے ہیں۔ ان سے بچ کر رہنا میں نے کہا مجھے انہوں نے کیا کہنا ہے۔ چنانچہ اسی وقت اس چوبارے کی صفائی وغیرہ کروا کر رہائش اختیار کر لی۔ ہمارے گھر کا سامان جو میں سبی میں چھوڑ آیا تھا ابھی بک نہیں کروایا تھا۔ ہم بغیر سامان کے رہائش پذیر ہو گئے۔ کھانا بازار سے اور چارپائی بستر وغیرہ اسی چوہدری صاحب سے لے لئے۔

ایک احمدی گھرانے سے تعارف

دوسرے ہی روز میری بیوی نے کہا کہ یہ پڑوس والی خاتون بہت اچھی ہے۔ اس نے شام کے کھانے کا بھی کہا ہے۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ سنا ہے ان کے گھر کا کھانا جائز نہیں ہے۔ میری بیوی نے کہا کہ نہیں نہیں یہ خاتون اس کی بہوئیں اور پوتیاں وغیرہ بہت ہی اچھی

ہیں۔ خیر کھانا کھالیا۔ تقریباً ایک ہفتہ بعد ان کے مردوں سے شناسائی ہوئی ان میں چوہدری نذیر احمد صاحب تھے۔ مکان کے نیچے ہی ان کی بان کی دوکان تھی۔ میرا دوکان پر بھی آنا جانا ہو گیا۔ ایک دن میں نے چوہدری نذیر صاحب سے پوچھ لیا کہ بھئی آپ لوگوں کا کیا معاملہ ہے؟ لوگ آپ سے نفرت کرتے ہیں۔ جبکہ آپ بڑے اچھے اخلاق کے آدمی ہیں۔ آپ نمازیں بھی بڑی باقاعدگی کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ انہوں نے بڑا مختصر سا احمدیت کا تعارف کروایا...... ان کی باتیں سن کر مجھے اپنے سکول کے زمانہ کے خیالات ذہن میں کھٹکے جو میرے سکول کی لائبریری میں چھوٹی چھوٹی کتابیں پڑھنے سے پیدا ہوئے تھے۔ ہمارے سکول کی لائبریری میں انبیاء کے حالات و واقعات کی چھوٹی چھوٹی کتابیں ہوتی تھیں جو میں پڑھا کرتا تھا۔ گو اس وقت میرا بچپن تھا مگر ان انبیاء کرام کی پاکیزہ اور اعلیٰ تعلیم کہ عبادت کرو اس کے علاوہ نیک باتوں کی تلقین کے جواب میں ان کی قوم ان پر پتھر برساتی' انکو طرح طرح کی تکلیفیں دینا ثواب سمجھتی' ان کا بائیکاٹ کرتی اور ان کے ماننے والوں پر کفر کے فتوے اور واجب القتل ہونے پر قوم کو ابھارتی' نبی اور اس کے ماننے والوں کو ہجرت کرنے پر مجبور کرتی اور ان پر ہر قسم کا ظلم روا رکھتے۔ باوجود اس کے کہ اس نبی کے آنے سے پہلے اس کا شدت سے انتظار بھی کیا کرتے تھے۔ یہ حالات پڑھ کر میں بہت حیران ہوتا بلکہ بعض دفعہ خیالوں ہی میں مجھے بڑا غصہ آتا کہ اگر اس وقت میں ہوتا تو ان کو سمجھاتا۔ خود کبھی بھی انکار نہ کرتا فوراً مان لیتا۔

جب چوہدری نذیر احمد صاحب نے مجھے امام مہدی کی آمد کا تعارف کروایا تو خدا گواہ ہے کہ یہ تمام پرانے خیالات فوراً میرے ذہن میں آ گئے۔ میں سوچ میں پڑ گیا کہ یہ کہیں وہی واقعات تو نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر احسان اسی روز سے شروع ہو گیا۔ میں حق کی جستجو میں لگ گیا اس میں گرفتار تو میں پہلے دن کی گفتگو سے ہی ہو گیا تھا مگر ذبح ایک سال بعد ہوا۔ چوہدری نذیر احمد صاحب کی تعلیم تو مجھ سے بھی کم تھی مگر ان کے پاس صداقت تھی اور اعلیٰ اخلاق بھی۔ ان سے وقتاً فوقتاً ملاقات ہوتی رہی۔ دو تین ماہ بعد مجھے ریلوے اسٹیشن پر کوارٹر مل گیا۔ میں وہاں منتقل ہو گیا۔ مگر چوہدری صاحب سے ملاقات ہوتی رہی۔ میں احمدیت کے بارے میں جو باتیں بھی صحیح سمجھتا وہ تو چوہدری صاحب پر ظاہر نہیں کرتا تھا۔ اسی طرح تقریباً ایک سال گزر گیا۔

اس عرصہ میں ایک قاضیانوالی مسجد میں جمعہ پڑھا کرتا تھا۔ وہاں پر جمعہ میں دو رسالے تقسیم ہوا کرتے تھے۔ دونوں رسالے ملتان سے شائع ہوتے تھے۔ ان دونوں رسالوں کے سرپرست سید عطاء اللہ شاہ بخاری تھے۔ ان میں ایک رسالے کا نام "رضوان" اور دوسرے کا "بناسپتی نبی" تھا۔ مجھے احمدیت کے نزدیک لانے میں ان رسالوں میں چھپے ہوئے غلط حوالوں کا بھی کافی دخل ہے۔ وہ حوالے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے توڑ مروڑ کر دیئے جاتے تھے۔ لیکن اصل حوالہ معلوم ہونے پر جھوٹ کھل جاتا۔ ان رسالوں میں انتہائی ادنیٰ قسم کے اعتراضات ہوتے تھے۔ پڑھ کر میں بھاگا بھاگا چوہدری نذیر احمد صاحب کے پاس جاتا مذکورہ کتاب سے وہ حوالہ دیکھتا اول تو وہ حوالہ وہاں موجود ہی نہ ہوتا اور اگر ہوتا تو اعتراض غلط ہوتا۔

دعوت الامیر نے میری کایا پلٹ دی

چند دن بعد میں نے چوہدری نذیر احمد صاحب سے کوئی کتاب پڑھنے کے لئے مانگی انہوں نے مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ...... کی کتاب "دعوت الامیر" پڑھنے کے لیے دی۔ وہ کتاب پڑھنی شروع کی تو بس کایا ہی پلٹ گئی جیسے جیسے پڑھتا جاتا احمدیت کی صداقت روشن ہوتی جاتی ابھی نصف سے بھی کچھ کم پڑھی تھی کہ دوپہر کا وقت تھا مئی کی ۲۱ تاریخ سخت گرمی میں میں اکیلا اپنے گھر میں یہ کتاب پڑھ رہا تھا کہ مجھے یہ پوری معرفت حاصل ہو گئی کہ احمدیت سچی ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کو ماننا ضروری ہے اس کے ساتھ ہی مجھے کچھ ایسا وہم بھی ہوا کہ جیسے ابھی میری موت واقع ہو جانی ہے۔

بیعت کی سعادت پانا

میں فوراً اٹھا اور سخت گرمی میں تقریباً ایک میل سفر طے کر کے چوہدری نذیر احمد صاحب کے پاس پہنچا اور جاتے ہی ان کو مزاحیہ طور پر کہا کہ لاؤ بھئی چھری یا کلہاڑی مجھے ذبح کر لو اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ میں نے ابھی بیعت کرنی ہے۔ اس وقت رحیم یار خاں میں جماعت کے مربی وہاں تشریف لے آئے۔ ان سے تعارف ہوا ور ان کو بھی یہی عرض کی کہ میری بیعت ابھی کروائیں۔ مربی صاحب کو یہ تو معلوم نہیں تھا کہ میں کب سے یہ سفر کر رہا ہوں اس لئے انہوں نے مجھے کہا کہ آپ ابھی کتابیں پڑھیں۔ دسمبر میں جلسہ پر چلیں گے وہاں دستی بیعت کرائیں گے۔ انہیں کیا معلوم کہ مجھے تو موت کا فرشتہ سامنے نظر آ رہا ہے اتنا عرصہ میں کیسے انتظار کرتا۔ میرے اصرار پر مربی صاحب نے فرمایا کہ اچھا دو دن انتظار کر لو کل رمضان شریف شروع ہو رہا ہے اور پرسوں پہلا جمعہ ہے۔ وہاں بیعت کروائیں گے مجھے بہت گھبراہٹ تھی اس لئے میں نے مربی صاحب سے عرض کی کہ دیکھو اب میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ اگر ان دو دنوں میں میری موت ہو گئی تو مجھے حضرت مسیح موعود کے منکروں میں شامل نہ کیا جائے۔ اس کی ذمہ داری مربی صاحب پر ہو گی۔ انہوں نے مجھے حوصلہ دیا کہ دو دن انتظار کا وعدہ کر لیا۔ لہٰذا مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۵۲ء بروز جمعۃ المبارک یہ خاکسار بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوا۔ الحمدللّٰہ میری بیعت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مورخہ ۲۳ جون ۱۹۵۲ء کو منظور فرمائی۔

بعد کے حالات

اللہ تعالیٰ کے مامور کا ماننا انسان کی ایک نئی پیدائش ہے۔ یہ پیدائش گمراہی کے بعد روحانی پیدائش ہے۔ اور جسم وہی گمراہی والا ہی نئی روحانی پیدائش میں داخل ہوتا ہے۔ اس نئی پیدائش سے کچھ دردزہ جیسی تکالیف بھی سہنی پڑتی ہیں۔ اس لئے کچھ انکا ذکر بھی ضروری سمجھتا ہوں۔

۱۹۵۳ء والی تحریک تو اس وقت قریب قریب شروع تھی۔ اس لئے مخالفت بھی زوروں پر شروع ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل بھی شروع ہو گئے تھے۔ بہت سے انعام بھی ملے۔ پہلا انعام مجھے یہ ملا کہ میں نے لاہور ڈویژن میں لائن مین سے باہمی تبادلہ لکھا ہوا تھا وہ منظور ہو گیا۔ اور میں یکم مارچ ۱۹۵۳ء کو ملتان سب ڈویژن میں آ گیا۔ ملتان میں ایک ہفتہ رہا تحریک زوروں پر تھی دن رات جلسے اور جلوس نکلتے تھے۔ گو میرا کسی کو علم تو نہیں تھا مگر پھر بھی ذہنی طور پر پریشانی رہتی تھی۔ اسی پریشانی میں دفتر گیا۔ ایس ڈی او کے ہیڈ کلرک کے پاس عرض کی جناب میرے کہیں آرڈر کر دیں تاکہ وہاں جا کر ڈیوٹی کروں ہیڈ کلرک صاحب نے بڑے غصہ سے مجھے کہا کہ اگر بہت

جلدی ہے تو دلووالہ بنگلے چلے جاؤ میں نے پوچھا کہ یہ بنگلہ کہاں ہے تو انہوں نے کہا کہ منٹگمری عارف والا روڈ پر ہے۔ خدا کی شان یہ بنگلہ دلووالا میرے گھر سے تین میل کے فاصلہ پر تھا۔ دفتر والوں کو یہ تو معلوم نہیں تھا کہ میں وہاں کا ہی رہنے والا ہوں لہٰذا میرے آرڈر اسی وقت ہو گئے۔ میں اسی روز رات کو ۱۲ بجے عارف والا پہنچ گیا۔ تمام رشتہ دار حیران تھے کہ یہ کیسے ہو گیا بلکہ یہ کہتے تھے کہ یہ مرزائی ہونے کی وجہ سے تبادلہ ہوا ہے ورنہ کہاں رحیم یار خاں اور کہا دلو والا۔ کہتے وہ صحیح تھے فرق صرف یہ تھا کہ وہ سمجھتے تھے کہ میں سفارش سے دلو والا آیا ہوں جبکہ مجھے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام ملا تھا۔

تحریک بہت زوروں پر تھی۔ خاص طور پر عارف والا بہت زیادہ تحریک کی زد میں تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عارف والا میں صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب رہتے تھے ان کی وہاں ایک کاٹن فیکٹری تھی پاکپتن، بورے والا، بہاولنگر اور گرد و نواح سے لوگ جلوس کی شکل میں عارف والا آتے تھے۔ مولوی تقریروں میں بھی انہی کا نام لے کر جوش دلاتے تھے کہ "عارف والا میں مرزا صاحب کا پوتا رہتا ہے اس لئے اس پر حملہ کے لئے عارف والا چلو۔"

مجھے اس وقت کوئی تکلیف نہ ہوئی اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ میرا کسی کو اتنا علم نہیں تھا دوسرا میرے اپنے گاؤں میں میری برادری کا ہی زیادہ اثر تھا۔ برادری والے مذہب کے معاملہ میں کافی آزاد خیال تھے دوسرا کسی کو اتنی جرأت ہی نہیں تھی کہ مجھ سے الجھتے۔ تحریک تو مارشل لاء لگنے سے ختم ہو گئی مگر کھچاؤ اور نفرت تھی۔ اسی ماحول میں چھوٹی چھوٹی کافی پریشانیاں آتی رہتی تھیں مگر اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے کہیں بھی دل میں لرزش نہیں آئی۔ دو بہت بڑے ابتلاء مجھ پر آئے۔ وہ ابتلاء تھے تو خاندانی جھگڑوں کے مگر رنگ مذہبی دے دیا گیا۔

پہلا ابتلاء

پہلا ابتلاء تو میری ہمشیرہ کی شادی پر پیش آیا وہ اس طرح کہ برادریوں میں جھگڑے فساد تو ہوتے ہی رہتے ہیں۔ ہمارے خاندان میں بھی میرے بھائیوں کے ساتھ ایک رہائشی احاطہ کی تقسیم کا جھگڑا تھا۔ اس کی وجہ سے اس شادی میں ہم بھائیوں میں تفرقہ ڈالنے کے لئے کچھ قریبی رشتہ داروں نے یہ سوال اٹھا دیا کہ اگر تمہارا یہ مرزائی بھائی شادی میں شریک ہو گا تو ہم اس شادی میں شریک نہیں ہوں گے۔ اس واقعہ نے کافی طول پکڑا جس کی وجہ سے میری والدہ بہت پریشان ہو گئیں میں نے بڑی کوشش کی والدہ کو تسلی دوں مگر وہ پریشان ہی ہوتی گئیں یہاں تک کہ وہ بالکل پاگلوں کی سی حرکتیں کرنے لگ گئیں۔ والدہ کی یہ حالت دیکھ کر میں بھی بہت پریشان رہنے لگا۔ اس عرصہ میں میری بیوی نے میرا بہت ساتھ دیا۔ حالانکہ اس وقت تک اس نے بیعت بھی نہیں کی تھی۔ وہ مجھے بہت حوصلہ دیتی رہتی تھی مگر مجھ سے والدہ کی حالت دیکھی نہیں جاتی تھی۔ اسی عرصہ میں ایک دوست سے پریشانی کا ذکر کر بیٹھا۔ اس نے مجھے مشورہ دیا کہ شادی تک احمدیت چھوڑ دو بعد میں دوبارہ بیعت کر لینا۔ میں نے ان کی باتوں میں آکر ارادہ کر لیا۔ گھر آکر والدہ کو بھی اپنے ارادے سے آگاہ کر دیا۔ والدہ بہت خوش ہوئیں اور ساتھ ہی یہ حکم دیا کہ یہ جمعہ یہاں گاؤں کی مسجد میں پڑھو میں نے والدہ کو تو ہاں کہہ دی۔ مگر میرا دل بہت پریشان ہو گیا نماز پڑھوں تو سجدہ سے اٹھنے کو دل نہ کرے۔ سجدہ میں روتا جاؤں اسی طرح

دوسرے دن صبح کی نماز پڑھی اور نماز کے بعد قرآن شریف پڑھنے لگا۔ قرآن شریف پڑھنے کی نشانی نصف سے کافی آگے تھی مگر نصف سے پہلے ہی ایک صفحہ میرے سامنے آیا۔ جس میں میں نے یہ ترجمہ پڑھا کہ "جو لوگ خدا کے ساتھ وعدہ کر کے پھر جاتے ہیں ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔" بس یہ پڑھنا تھا کہ میں کانپ گیا میں نے اپنے آپ سے سوال کیا کہ تو اگر انہیں دنوں میں مرگیا اور اس وعدہ کی وجہ سے (جو تو نے بیعت کرتے وقت خدا کے ساتھ کیا تھا) اس کی خلاف ورزی سے لازمی جہنم میں جائے گا اور وہاں نہ تیری والدہ نے تیرے کام آنا ہے اور نہ کسی اور رشتہ دار نے۔ بس یہ خیال آنا تھا کہ میں پھر قائم ہوگیا۔

اسی وقت والدہ صاحبہ میرے پاس آکر مجھے پیار کرنے لگ گئیں۔ قرآن شریف میرے سامنے پڑا تھا۔ میں انہی سوچوں میں گم تھا والدہ کو میں نے کہا کہ میں نے احمدیت نہیں چھوڑنی۔ اس کے علاوہ جو کہو میں کرنے کو تیار ہوں۔ میں شادی میں شامل نہیں ہوں گا۔ میں شادی کے دنوں میں کہیں باہر چلا جاؤں گا۔ احمدیت چھوڑنا ناممکن ہے۔ والدہ پھر رونے لگ گئیں اور اسی طرح روتی پیٹتی میرے گھر سے چلی گئیں۔ والدہ کے جانے کے بعد تقریباً دس منٹ گزرے کہ باہر سے آوازیں سنائی دینے لگیں کہ نذیر آگیا۔ نذیر آگیا۔ یہ نذیر میرے بڑے بھائی تھے جو رات کی ٹرین پر عارف والا اسٹیشن پر آئے ہوئے تھے صبح ہوتے ہی ٹانگے پر گاؤں پہنچ گئے۔ میں اس وجہ سے اس کو ملنے جلدی گھر سے نہ نکلا کہ اس کی عادت وہی پولیس والی ہے اور مجھ سے بڑا بھی تھا۔ اس لئے میں گھر میں ہی بیٹھا رہا کہ یہ تمام رام کہانی سن لے پھر مل لوں گا۔ وہی ہوا والدہ صاحبہ نے فوراً ساری بات اس کو بتا دی کہ وہ یہ کہتے ہیں اور مبارک یہ کہتا ہے۔ والدہ صاحبہ نے باتوں کے ساتھ لسی کا گلاس بنا کر بھی بھائی نذیر کو پکڑا دیا۔ اس نے وہی گلاس پکڑا اور احاطہ کے درمیان میں ایک "کھوئی کے پاس جا کر کھڑا ہوگیا۔" سب رشتہ دار چچے اور پھوپھیاں سب اس کو ملنے کے لئے اس کے پاس آگئے۔ میں یہ سب کچھ اپنے گھر میں سے دیکھ رہا تھا۔ بھائی نذیر نے ان سب کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ باتیں مجھے والدہ نے بتائی ہیں۔ اس لئے آپ یہ شرائط نہ رکھیں ہاں یہ ہم سب بھائی آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ اگر آپ کے گھر کبھی شادی ہو تو آپ مبارک کو نہ بلائیں۔ ہم سب آپ کے ساتھ شامل ہوں گے اور اس ہماری بہن کی شادی میں جو ہمیں یہ کہے کہ تمہارا بھائی مبارک اس میں شامل نہ ہو ہم تب آئیں گے۔ اس نے غلیظ گالیاں نکالنی شروع کر دیں۔ بس پھر کیا تھا سب ٹھیک ہو گئے اور اسی وقت اس کے ساتھ صلح کر لی اور شادی میں شامل ہو گئے۔ شادی کے تمام انتظام میرے گھر میں ہی ہوئے تھے۔ کھانا وغیرہ پکنے کا انتظام ہوا۔ تمام رشتہ داروں نے وعدہ نبھایا۔ ورنہ پتہ نہیں یہ لوگ مجھ سے کیا کیا تکذیب کراتے۔

کچھ اور ابتلاء

اس کے بعد چھوٹے ابتلاء تو کئی آئے۔ برادری میں جو بھی کوئی شادی ہوتی تھی اس میں باقاعدہ دو گروہ بن جاتے کسی میں ہم شامل نہ ہوتے کسی میں وہ یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا۔ میری بیوی (مرحومہ) انہی میں سے تھی۔ اس لئے وہ مجھ سے کہنے لگی کہ یہ ہروقت شرارتیں کرتے رہتے ہیں۔ آپ جب تک ان کو کوئی ہاتھ نہیں دکھلاؤ گے یہ باز نہیں آئیں گے۔ ہمارے اسی احاطے میں کچھ حصہ ایسا تھا جس میں تمام گھر والے اپنے

مویشیوں کا گوبر (روڑی) وغیرہ اسی جگہ ڈالتے تھے۔ وہ میرے گھر کے بھی قریب تھا۔ تمام زمیندار گھروں میں ایسا ہی ہوتا ہے مگر یہ حفظان صحت کے خلاف ہے۔ اس وقت منٹگمری میں ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر میجر عبدالحق صاحب مرحوم تھے وہ عارف والا دورے پر آئے تو میں نے ان کو یہ تمام واقعہ سنایا اور ساتھ ہی اس کا علاج یہ بتایا کہ اگر یہ روڑی وغیرہ وہاں سے اٹھوانے کا حکم ہو جائے تو وہ سب ٹھیک ہو جائیں گے۔ میجر صاحب بڑے جہاندیدہ آفیسر تھے اور بڑے ہی مخلص احمدی تھے۔ انہوں نے مجھے فرمایا کہ برخوردار یہ کام تو میں کرا سکتا ہوں مگر تم وہاں اکیلے احمدی ہو تمہارے لئے بہت پریشانیاں ہو جائیں گی۔ میں نے ان سے عرض کی کہ جناب میں احمدی اکیلا ہوں ویسے برادری والا ہوں۔ اگر یہ کام ہو جائے تو وہ سب ٹھیک ہو جائیں گے۔ یہ کام ہو گیا یہ ایسا علاج تھا کہ اس کے بعد انہوں نے کبھی میری مخالفت نہیں کی اور سب ٹھیک ہو گیا۔ اس کے بعد ایک اور بہت بڑا ابتلاء میرے اپنے بھائیوں کے ساتھ پیدا ہو گیا تھا وہ بھی ذاتی ہی نوعیت کا تھا مگر اسے مذہبی رنگ دے دیا گیا۔ وہ اس طرح ہوا کہ رہائش کی ہمیں تنگی تھی اس لئے میں نے اپنے نام اور بھائی نذیر احمد کے نام کی دو درخواستیں ایک ایک کنال سرکاری احاطہ کے الاٹ کی دیں۔ ان میں سے پہلے نمبر پر بھائی نذیر احمد کی درخواست پیش ہوئی وہ منظور ہو گئی۔ اور میری درخواست اس بناء پر نامنظور ہو گئی کہ تم دونوں کے لئے ایک کنال کا احاطہ کافی ہے۔ اس وقت مجھ سے یہ غلطی ہوئی کہ اس کالونی آفیسر کو میں یہ نہ کہہ سکا کہ جناب پھر اس الاٹ شدہ احاطہ میں میرا نام بھی شامل کیا جائے۔ اس کارروائی کا میں نے بھائی نذیر احمد کو خط لکھ دیا۔ اس نے مجھے لگاتار تین خط لکھے کہ اگر تم میرے اس احاطہ میں میرے ساتھ اپنا گھر نہ بناؤ تو پھر میں بھی اپنا گھر وہاں نہیں بناؤں گا۔ اس لئے تم میرے ساتھ لازمی گھر بناؤ۔ لہٰذا گھر بنا لئے گئے۔ وہاں رہائش اختیار کر لی گئی۔ بھائی کے مکان بھی میری نگرانی میں بنے تقریباً ایک سال بعد بھائی کے بچے بھی کوئٹہ سے آ گئے۔ ان کی رہائش بھی وہاں ہو گئی پھر وہی مرض جو عورتوں کے اکٹھا ہونے سے پیدا ہوتی ہے یعنی لڑائی ہمارے ہاں بھی پیدا ہو گئی۔ وہ لڑائی اتنی بڑھی کہ بھائی کو ٹیلیگرام دے کر بلایا گیا اور بھائی نے آتے ہی مجھے حکم صادر فرمایا کہ احاطہ خالی کر دو۔ وہ بھائی مجھ سے بہت زیادہ خوشحال تھا اور اس کا تمام بھائیوں پر رعب بھی تھا۔ اس وجہ سے میرے باقی سب بھائی بھی اس کے ساتھ ہو گئے یعنی وہ پانچ ایک طرف اور میں اکیلا دوسری طرف میں نے اپنے چند عزیز و اقارب کے پاس ان کو بلا کر فیصلہ کرانا چاہا۔ مگر وہ وہی پولیس آفیسر کہ فوراً احاطہ سے نکل جاؤ میں نے ان کو کہا کہ دیکھو میں آپ کا چھوٹا بھائی ہوں آپ بڑے بھائی ہو مجھے کچھ مہلت دے دو۔ میں کوئی اپنا انتظام کر لوں۔ مگر اس نے وہی حکم کہ ایک دن بھی نہیں رہنا میں اس کا بڑا احترام کرتا تھا اور اس کے مجھ پر احسان بھی تھے۔ مگر اس کے اس حکم کو سن کر میں نہ مانا میں نے اب اسی احاطہ میں رہنا ہے آپ مجھے نکال کر دکھائیں۔ میرا سامان اٹھا کر باہر پھینک دو میرا مکان گرا دو جو آپ سے ہوتا ہے کر لو میں اس احاطہ میں رہوں گا میں نے احاطے کی تقسیم کا دعویٰ کر دیا۔ وہ گورنمنٹ کا احاطہ تھا۔ میری وہاں رہائش بھی تھی۔ میرے بھائی کے ان تین خطوط نے (جو اس نے مکان بنانے سے پہلے مجھے لکھے تھے) بڑا فائدہ پہنچایا مجھے وہ نصف احاطہ الاٹ ہو گیا۔ یہ واقعہ ۱۹۵۹ء کا ہے۔ اس احاطہ کی الاٹ ہونے سے پہلے رہائش کے لئے پاکستان میں میرے نام ایک بالشت بھی جگہ نہ تھی۔ اس کے بعد یعنی ۱۹۵۹ء سے لے کر آج تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر انعامات کی بارشیں ہوئیں۔ میں بار بار اپنی

کوتاہیوں اور کمزوریوں پر نگاہ ڈالتا ہوں تو بس کچھ نہیں میرے "پلے" مگر اللہ تعالیٰ کی نوازشیں تو بس "بلے بلے" پتہ نہیں خدا تعالیٰ کو میری کون سی ادا پسند آگئی ہوئی ہے کہ مجھے زمین سے اٹھا کر آسمان پر پہنچا دیا۔ میرے اندر سے یہ آوازیں آ رہی ہیں کہ یہ سب کچھ احمدیت کے طفیل ہے ورنہ میں تو کوئی چیز نہ تھا۔ اس وقت میرے کوٹھے کچے تھے جو میرا بھائی چھڑوا رہا تھا۔ اس کے بعد وہاں پختہ مکان بنے۔ اس نصف احاطہ کے علاوہ ۹ مرلے ایک دفعہ ملے ۱۰ مرلے اسکے بعد اور پھر ساڑھے سات مرلے ملے۔ گو یہ سب گورنمنٹ کے احاطے ہی ہیں مگر میرے نام الاٹ ہیں۔

اس کے علاوہ ساہیوال شہر میں میں نے ایک کنال جگہ خرید کر اس پر شاندار کوٹھی بنائی اور اب وہاں پر اپنے تمام اہل و عیال کے ہمراہ رہائش پذیر ہوں۔ یہ جگہ بھی ویران سی تھی ۱۳ ہزار روپے کنال پر R-6 راجباہ کے کنارے ۱۹۷۶ء میں خریدی تھی اور اب ۱۹۹۹ء میں یہاں پر چالیس پچاس ہزار روپے مرلہ کی قیمت ہے کتنا بڑا انعام ملا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ جگہ اس وقت ویران تھی اب اس کو بھی بھاگ لگ گئے ہیں۔ راجباہ R-6 اس وقت اس کے کنارے کچے تھے ہمیشہ ٹوٹتے رہتے تھے۔ بعد میں یہ پختہ ہوا۔ پھر یہاں سیوریج کا انتظام ہوا۔ اس کے بعد راجباہ کے ساتھ ساتھ بہترین پختہ سڑک بن گئی۔ سرکاری طور پر پانی کی سپلائی مل گئی۔ اسؓ کے بعد حادثاتی طور پر ایک عجوبہ ہوا کہ ہماری بیت الحمد سیل ہوگئی جس کی وجہ سے نماز جمعہ اور جماعتی اجتماعات کی تکلیف ہوئی تو اس کے لیے بیت الحمد ثانی کی ضرورت پڑی تو وہ بھی میرے مکان سے ملحقہ جگہ پر بیت الحمد ثانی بنائی گئی۔ اب تمام اجتماعات اور جمعہ کی نماز یہاں ہوتی ہیں اور تمام احباب جماعت یہاں آتے ہیں۔ الحمد للہ۔

وقف جدید کی خدمات اور بنیادی ذمہ داریاں

اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقف جدید کے نظام کے تحت دیہاتی جماعتوں اور علاقوں، خاص طور پر سندھ کے دور دراز وسیع و عریض علاقوں میں بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کے علاوہ اصلاح و ارشاد اور خدمت خلق کے کاموں کو معلمین کرام بڑی کامیابی سے سرانجام دے رہے ہیں۔ لیکن کام کی اہمیت نوعیت اور وسعت کے پیش نظر معلمین وقف جدید کی کمی محسوس کی جا رہی ہے۔ جسے پورا کرنے کی ذمہ داری بہرحال خدا تعالیٰ نے تمام افراد جماعت پر ڈالی ہے۔ لہٰذا وقت کے ساتھ ساتھ بڑھنے والی ان ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے ضروری ہے کہ وقف جدید کے نظام کے تحت مالی قربانی کرنے والے مجاہدین کی تعداد بڑھانے کے علاوہ مزید واقفین وقف جدید کو تیار کیا جائے۔ لہٰذا نئے واقفین کی خدمات پیش کی جائیں اس سلسلہ میں ہر ضلع کو ایک ٹارگٹ دیا جاتا ہے زعماء کرام اور ناظمین کوشش کریں کہ ضلعی ٹارگٹ کے مطابق واقفین زندگی کے نام پیش کریں۔ واضح رہے کہ نئے معلمین کی تربیت کی پہلی کلاس جنوری میں شروع ہوتی ہے۔

(قائد وقف جدید۔ مجلس انصار اللہ پاکستان)

انصار اللہ کا تعلیمی نصاب کتب (امتحان سہ ماہی چہارم)

تیار کردہ: مکرم مبشر احمد خالد صاحب

تعارف کتاب "اربعین"

اس کتاب کا پورا نام "اربعین لاتمام الحجة علی المخالفین" ہے۔ جس کا مطلب ہے۔ مخالفین پر اتمام حجت کے لئے چالیس (اشتہارات)

صفحات یہ کتاب روحانی خزائن جلد نمبر ۱۷ کے صفحہ ۳۴۱ تا صفحہ ۴۸۴ پر مشتمل ہے۔ اس طرح کتاب کے کل صفحات ۱۴۳ ہیں۔

سن تالیف و اشاعت یہ اشتہارات جولائی تا دسمبر ۱۹۰۰ء مختلف اوقات میں لکھے گئے اور ساتھ ہی ساتھ شائع ہوتے رہے۔

غرض تالیف اس کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے مخالفین پر اتمام حجت کے لئے پندرہ روزہ چالیس اشتہارات شائع کرنے کا ارادہ فرمایا مگر بعد میں کچھ اس طرح اتفاق ہوا کہ اشتہار نمبر ۲ تا نمبر ۴ رسالوں کی طرح ہو گئے۔ جن میں چالیس اشتہار لکھ کر شائع کرنے کا مقصد پورا ہو گیا۔ اس لئے اشتہار نمبر ۴ کے بعد مزید اشتہار لکھنے کی ضرورت نہ سمجھی گئی۔

نفس مضمون ان چاروں اشتہارات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی صداقت پر مبنی عقلی و نقلی دلائل تحریر فرمائے ہیں۔ خاص طور پر سورۃ الحاقہ کی آیت لو تقول کو اپنے دعویٰ کی صداقت کے ثبوت میں بطور دلیل پیش فرمایا۔ اور اس سلسلہ میں پیدا ہونے والے اعتراضات کے جوابات بھی دیئے ہیں۔ اسی طرح براہین احمدیہ میں درج شدہ الہامات کا حالات و واقعات سے پورا ہونا مفصل طور پر تحریر فرمایا ہے۔

اربعین نمبر ۱ اپنے آنے کی غرض اور اپنا دعویٰ بیان کیا ہے۔ اور آپ جو چیز یعنی کہ سچا خدا دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہتے تھے۔ اسے نہایت محبت آمیز اور ہمدردانہ طریق سے پیش کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ ایک ہی انسان کامل یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے ہیں جن کی پیش گوئیاں اور دعائیں قبول ہونا اور دوسرے خوارق ظہور میں آنا ایسا امر ہے جو اب تک دریا کی طرح موجیں مار رہا ہے۔ اور یہ باتیں اور کسی مذہب میں نہیں پائی جاتیں۔

(ص ۳۴۳ تا ۳۴۶)

اربعین نمبر ۲ اس اشتہار میں آپ نے تحریر فرمایا کہ مخالف اگر کوئی نیا نشان دیکھنا چاہیں تو وہ اس کے لئے اس اقرار کے ساتھ کہ وہ نشان دیکھ کر بیعت کریں گے درخواست کریں۔ اور اس سلسلہ میں ایک تحریری اقرار نامہ شائع کر دیں۔

ایک آسان طریق فیصلہ

پھر فرمایا اگر یہ طریق منظور نہ ہو تو ایک اور سہل طریق یہ ہو سکتا ہے کہ "آپ لوگ محض خدا تعالیٰ سے خوف کر کے بٹالہ یا امرتسر یا لاہور میں ایک جلسہ کریں اور اس جلسہ میں جہاں تک ممکن ہو اور جس قدر ہو سکے معزز علماؤ ور دنیا دار جمع ہوں اور میں بھی اپنی جماعت کے ساتھ حاضر ہو جاؤں۔ تب وہ سب یہ دعا کریں کہ یا الٰہی اگر تو جانتا ہے۔ کہ یہ شخص مفتری ہے۔ اور تیری طرف سے نہیں ہے اور نہ مسیح موعود ہے۔ اور نہ مہدی ہے۔ تو اس فتنہ کو مسلمانوں میں سے دور کر اور اس کے شر سے اسلام اور اہل اسلام کو بچا لے جس طرح تو نے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کو دنیا سے اٹھا کر مسلمانوں کو ان کے شر سے بچالیا۔ اور اگر یہ تیری طرف سے ہے۔ اور ہماری ہی عقلوں اور فہموں کا قصور ہے۔ تو اے قادر ہمیں سمجھ عطا فرما' تاہم ہلاک نہ ہو جائیں۔ اور اس کی تائید میں کوئی ایسے امور اور نشان ظاہر فرما کہ ہماری طبیعتیں قبول کر جائیں۔ کہ یہ تیری طرف سے ہے۔ اور جب یہ تمام دعا ختم ہو چکے تو میں اور میری جماعت بلند آواز سے آمین کہیں اور پھر بعد اس کے میں دعا کروں گا۔ اور اس وقت میرے ہاتھ میں وہ تمام الہامات ہوں گے جو ابھی لکھے گئے ہیں۔ اور جو کسی قدر ذیل میں لکھے جائیں گے۔ غرض یہی رسالہ مطبوعہ جس میں تمام الہامات ہیں ہاتھ میں ہو گا۔ اور دعا کا یہ مضمون ہو گا کہ یا الٰہی اگر یہ الہامات جو اس رسالہ میں درج ہیں۔ جو اس وقت میرے ہاتھ میں ہے۔ جن کی رو سے میں اپنے تئیں مسیح موعود اور مہدی موعود سمجھتا ہوں تیرا کلام نہیں ہے۔ اور میں تیرے نزدیک کاذب اور مفتری اور دجال ہوں جس نے امت محمدیہ میں فتنہ ڈالا ہے اور تیرا غضب میرے پر ہے۔ تو میں تیری جناب میں تضرع سے دعا کرتا ہوں۔ کہ آج کی تاریخ سے ایک سال کے اندر زندوں میں سے میرا نام کاٹ ڈال اور میرا تمام کاروبار درہم برہم کر دے۔ اور دنیا میں سے میرا نشان مٹا ڈال اور اگر میں تیری طرف سے ہوں اور یہ الہامات جو اس وقت میرے ہاتھ میں ہیں تیری طرف سے ہیں۔ اور میں تیرے فضل کا مورد ہوں تو اے قادر کریم اسی آئندہ سال میں جماعت کو ایک فوق العادت ترقی دے۔ اور فوق العادت برکات شامل حال فرما اور میری عمر میں برکت بخش اور آسمانی تائیدات نازل کر اور جب یہ دعا ہو چکے تو تمام مخالف جو حاضر ہوں آمین کہیں۔

اور مناسب یہ ہے کہ اس دعا کے لئے تمام صاحبان اپنے دلوں کو صاف کر کے آویں کوئی نفسانی جوش و غضب نہ ہو اور ہار و جیت کا معاملہ نہ سمجھیں اور نہ اس دعا کو مباہلہ قرار دیں۔ کیونکہ اس دعا کا نفع نقصان کل میری ذات تک محدود ہے۔ مخالفین پر اسکا کچھ اثر نہیں۔" (صفحہ ۳۷۶ تا ۳۷۷)

مگر کوئی بھی اس طریق فیصلہ کے لئے تیار نہ ہوا۔ علاوہ ازیں براہین احمدیہ ہر چہار حصص میں اپنے شائع ہونے والے الہامات کا حالات و واقعات سے پورا ہونا مفصل تحریر فرمایا ہے۔

اربعین نمبر ۳

اس اشتہار میں آپ نے سورۃ الحاقہ آیت نمبر ۴۱ تا ۴۸ سے استدلال فرماتے ہوئے یہ چیلنج دیا ہے کہ:-

ایک اہم چیلنج

اگر یہ بات صحیح ہے کہ کوئی شخص نبی یا رسول اور مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کر کے اور کھلے کھلے طور پر خدا کے نام پر کلمات لوگوں کو سنا کر پھر باوجود مفتری ہونے کے برابر تیئس ۲۳ برس تک جو

زمانہ وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ زندہ رہا ہے۔ تو میں ایسی نظیر پیش کرنے والے کو پانچسو روپیہ نقد دے دوں گا۔ اور اگر ایسے لوگ کئی ہوں تو ان کا اختیار ہو گا کہ وہ روپیہ باہم تقسیم کر لیں۔ اس اشتہار کے نکلنے کی تاریخ سے پندرہ روز تک ان کو مہلت ہے۔ کہ دنیا میں تلاش کر کے ایسی نظیر پیش کریں۔" (صفحہ ۴۰۲)

اربعین نمبر ۴ (ا) اس کا مضمون بہ تسلسل مضمون اربعین نمبر ۳ ہے۔ یعنی مفتری ناکام رہ کر ہلاک ہو جاتا ہے۔ (صفحہ ۴۳۰ تا ۴۴۱)

(۲) شتاب کار نکتہ چینوں کے لئے مختصر تحریر اور براہین احمدیہ کا ذکر کے عنوان سے براہین احمدیہ کی پیشگی لی ہوئی قیمت کی واپسی کے متعلق اعلان فرمایا ہے۔ (صفحہ ۴۴۸ تا ۴۵۸)

(۳) ایک روحانی مقابلہ کی ضرورت۔ (صفحہ ۴۵۹ تا ۴۶۷)

(۴) ضمیمہ اربعین نمبر ۳ و نمبر ۴ "درد دل سے ایک دعوت قوم کو۔" (صفحہ ۴۶۸ تا ۴۷۳)

(۵) تتمہ اربعین عبرانی عبارت کہ جھوٹا نبی ہلاک کیا جاتا ہے۔ (صفحہ ۴۷۴ تا ۴۷۶)

بعض تعلیمی و تربیتی اقتباسات

کامل کتاب اور کامل نبی "مجھے فرمایا گیا کہ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی ہدایت ہی صحت کے کامل درجہ پر اور انسانی ملاوٹوں سے پاک ہے مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پر حکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا صرف حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ لعیہ وسلم ہیں۔" (صفحہ ۳۴۵)

زندہ مذہب "میں سچ سچ کہتا ہوں کہ زمین پر وہ ایک ہی انسان کامل گزرا ہے۔ جسکی پیشگوئیاں اور دعائیں قبول ہونا اور دوسرے خوارق ظہور میں آنا ایک ایسا امر ہے جو اب تک امت کے سچے پیروؤں کے ذریعہ سے دریا کی طرح موجیں مار رہا ہے۔ بجز (دین حق) وہ مذہب کہاں اور کدھر ہے جو یہ خصلت اور طاقت اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور وہ لوگ کہاں اور کس ملک میں رہتے ہیں۔ جو (دینی) برکات اور نشانوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اگر انسان صرف ایسے مذہب کا پیرو ہو جس میں آسمانی روح کی کوئی ملاوٹ نہیں۔ تو اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے۔ مذہب وہی مذہب ہے جو زندہ مذہب ہو۔ اور زندگی کی روح اپنے اندر رکھتا ہو۔ اور زندہ خدا سے ملاتا ہو۔" (صفحہ ۳۴۶)

انسان کا مقصد پیدائش "چونکہ انسان خدا تعالیٰ کی عبادت اور معرفت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ لوگ اس کی عبادت اور معرفت میں ترقی کریں۔ اور جب کبھی کوئی ایسا زمانہ آ جاتا ہے۔ کہ اکثر طوائف مخلوقات دنیا کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ اور دنیا سے دل لگاتے اور انس پکڑتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی محبت اور اخلاص اور ذوق اور شوق دلوں میں سے اٹھ جاتا ہے اور خدا شناسی کی راہیں مخفی ہو جاتی ہیں اور خدا کے گزشتہ نشان جو اس کے پاک نبیوں کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے تھے۔ یا تو محض قصوں اور کہانیوں کی طرح مانے جاتے ہیں۔

اور دلوں کی تبدیلی اور انقطاع الی اللہ اور صفائی ان سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ کچھ بھی ہیبت اور عظمت دلوں میں باقی نہیں رہتی اور یا وہ محض جھوٹے سمجھے جاتے ہیں اور ان پر ہنسی اور ٹھٹھا کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ آج کل کے نیچری صاحبان یا برہمو صاحبان میں سے اکثر لوگ ایسا ہی خیال کرتے ہیں غرض ایسے وقت میں اور ایسے زمانہ میں جبکہ خدا شناسی کی روشنی کم ہوتے ہوتے آخر ہزارہا نفسانی ظلمتوں کے پردہ میں چھپ جاتی ہے بلکہ اکثر لوگ دہریہ کے رنگ میں ہو جاتے ہیں۔ اور زمین گناہ اور غفلت اور بے باکی سے بھر جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی غیرت اور جلال اور عزت تقاضا فرماتی ہے کہ دوبارہ اپنے تئیں لوگوں پر ظاہر فرماوے۔ (صفحہ ۳۴۷ تا ۳۴۸)

نصائح

"اپنے ایمانوں کو خوب مضبوط کرو اور اپنی راہیں درست کرو اپنے دلوں کو پاک کرو اور اپنے مولیٰ کو راضی کرو۔

دوستو! تم اس مسافر خانہ میں محض چند روز کے لئے ہو۔ اپنے اصلی گھروں کو یاد کرو۔ تم دیکھتے ہو کہ ہر ایک سال کوئی نہ کوئی دوست تم سے رخصت ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی تم بھی کسی سال اپنے دوستوں کو داغ جدائی دے جاؤ گے سو ہوشیار ہو جاؤ اور اس پر آشوب زمانہ کی زہر تم میں اثر نہ کرے۔ اپنی اخلاقی حالتوں کو بہت صاف کرو کینہ اور بغض اور نخوت سے پاک ہو جاؤ اور اخلاقی معجزات دنیا کو دکھلاؤ۔" (صفحہ ۴۴۲ تا ۴۴۳)

کتاب "اصلاح نفس" کا خلاصہ

کتاب "اصلاح نفس" فضل عمر فاؤنڈیشن کی مطبوعات "انوار العلوم" کی جلد نمبر ۵ کے صفحہ ۴۰۳ تا ۴۷۴ کل ۷۱ صفحات پر مشتمل ہے۔

سن تالیف و اشاعت

یہ کتاب حضرت مصلح موعود کی اس تقریر پر مشتمل ہے۔ جو حضور نے ۲۷۔ دسمبر ۱۹۲۰ء کے جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر "اصلاح نفس" کے عنوان سے ارشاد فرمائی تھی۔ اور اب اسے سیٹ کتب "انوار العلوم" میں شائع کیا گیا ہے۔

نفس مضمون

یہ تقریر احباب جماعت کی تعلیم و تربیت کے پیش نظر "اصلاح نفس" کے عنوان پر تھی اس کے ابتداء میں حضور نے جماعت احمدیہ کے اخلاص، جماعت کی عمومی حالت اور سال گذشتہ میں رونما ہونیوالے اہم حالات و واقعات پر روشنی ڈالی ہے۔ اور بعد میں اصلاح نفس کے پیش نظر ترک شر کے حوالے سے بدظنی، جھوٹ، سخت کلامی و درشتی نشہ اور حقہ نوشی وغیرہ امور سے احباب کو مجتنب رہنے کی تلقین فرمائی اور اعمال خیر کے حوالے سے نماز باجماعت پڑھنے، نماز کا ترجمہ سیکھنے، روزہ رکھنے، علم حاصل کرنے دل میں خدا کی محبت پیدا کرنے اور تزکیہ اموال و صدقات دینے کی طرف نہایت دلنشین اور موثر انداز میں توجہ دلائی ہے۔

خلاصہ مضامین

حضور نے اصلاح نفس کے سلسلہ میں اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔ اصلاح نفس دو قسم کی ہوتی ہے۔ اور دین حق نے دونوں قسم کی اصلاحوں کو ضروری قرار دیا ہے۔ ایک اپنی اصلاح اور

دوم، دوسروں کی اصلاح۔ پھر آگے اصلاح کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ بدی کو دور کرنا۔ اس کو عبادت ترکیہ کہتے ہیں

۲۔ عبادت فعلیہ جس کا اختیار کرنا ضروری ہوتا ہے تو دو قسم کے کام انسان کے ذمہ ہیں۔ ایک ایسے جو اختیار کرنے والے ہیں۔ اور دوسرے ایسے جن کا چھوڑنا ضروری ہے۔" (ص ۲۵)

ترک شر کے حوالہ سے حضور نے جن اہم امور کو ترک کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ وہ حسب ذیل ہیں۔"

بدظنی "اس زمانہ میں بدظنی کمال کو پہنچی ہوئی ہے۔ ہر شخص دل میں خواہ مخواہ ہی خیال کرلیتا ہے۔ کہ یوں ہوگا...... غرضیکہ ہربات میں بدظنی کرتے ہیں مثلاً اگر کوئی زیادہ چندہ دے تو کہیں گے ریا کے لئے دیتا ہے۔ اور اگر تھوڑا دے تو کہیں گے بخیل ہے خدا کے لئے دینا جانتا ہی نہیں۔ اگر کوئی نماز پڑھے تو کہیں گے صوفی بنتا ہے۔ اور اگر نہ پڑھے تو کہیں گے کافر ہے۔ اگر کوئی کسی سے ہمدردی کرتا ہے۔ تو کہیں گے اس کی کوئی غرض ہوگی اور اگر نہ کرے تو کہیں گے کہ لوگوں کا خون سفید ہو گیا ہے۔ غرض کہ جو بھی کوئی کام کرے اس کا بد پہلو ہی نکالیں گے اور بدظنی ہی کریں گے۔ حالانکہ یہ بات بہت گندی ہے۔ کیونکہ اگر سب لوگ بدظنی پر اتر آئیں تو نیکی قائم ہی نہیں رہ سکتی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

"اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ"

(بخاری کتاب الوصایا باب قول اللہ تعالیٰ من بعد وصیۃ یوصی بھا اودین)

بدظنی سب سے بڑا جھوٹ ہے اور جھوٹ تو لوگ دوسروں سے بولتے ہیں۔ مگر یہ ایسا جھوٹ ہے۔ جو اپنے نفس سے بولتے ہیں۔ اور بہت کم لوگ ہیں۔ جو اس سے بچتے ہیں پھر افسوس تو یہ ہے کہ ہماری جماعت میں بھی بہت ہیں جو اس سے نہیں بچتے۔ کوئی سیکرٹری پر بدظنی کرتا ہے کہ مال کھا جاتا ہے۔ کوئی پریذیڈنٹ کے متعلق کہتا ہے کہ غبن کرتا ہے۔ میں کہتا ہوں اگر اس طرح بدظنی کی گئی تو کسی کو کیا ضرورت ہوگی کہ کام کرے؟ اس طرح بددل ہو کر وہ کام کرنا چھوڑ دے گا اور اس سے سلسلہ کا کام خراب ہوگا بدظنی کرنے والوں کا کیا جائے گا۔" (ص ۲۶)

بدظنی کے خطرناک نتائج فرمایا:" بدظنی ایسے خطرناک چیز ہے۔ کہ جو شخص اس کو اختیار کرتا ہے۔ وہ اسی حد تک نہیں رہتا کہ اپنے بھائی پر بدظنی کر کے ٹھہر جائے۔ بلکہ وہ ترقی کرتے کرتے اس حد تک پہنچ جاتا ہے۔ کہ آخر خدا تعالیٰ پر بھی بدظنی کرتا ہے جو شخص اپنے بھائی پر بدظنی کرتا ہے۔ اس کا دوسرا قدم یہ ہوتا ہے کہ وہ باپ پر بھی بدظنی کرتا ہے۔ اور جو باپ پر کرتا ہے وہ رسول پر کرتا ہے۔ اور جو رسول پر کرتا ہے وہ خدا پر کرتا ہے۔ ...... جو بھائی پر بدظنی کرتا ہے۔ جب اس کو اس کی عادت ہو جاتی ہے تو اسکا دل اسی پر تسلی نہیں پاتا بلکہ وہ اور آگے بڑھتا ہے۔ اور ہوتے ہوتے امام وقت یا رسول کو اپنا نشانہ بنا لیتا ہے۔ اور پھر اس پر بھی صبر نہیں کرتا خدا تعالیٰ تک

پہنچ جاتا ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ایسے لوگ مسلمانوں میں موجود تھے۔ جنھوں نے پہلے اپنے بھائیوں پر بدظنی کی اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کرنے لگ گئے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

اے رسول! جو مال آتا ہے۔ اس کے متعلق کچھ لوگ بد ظنیاں کرتے ہیں۔ کہ اتنا مال جو آتا ہے۔ اس میں سے یہ بھی کچھ لیتا ہی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ بدظنی کرنے والوں کا اپنا نفس چونکہ گندہ ہوتا ہے۔ اس لئے وہ دوسرے کے متعلق بھی خیال کر لیتے ہیں کہ اس کا بھی ایسا ہی ہوگا۔ (التوبہ:۵۸) پس بدظنی بہت بڑا گناہ ہے اور خطرناک گناہ ہے۔ اس سے بچو۔" (ص ۲۷ تا ۲۹)

جھوٹ

فرمایا:۔"دوسری بات جو قابل ترک ہے۔ اور اس کی بھی کثرت سے مثالیں ملتی ہیں۔ وہ جھوٹ اور جھوٹی شہادت ہے۔ یہ ایک خطرناک گناہ ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ یہ گناہوں کی کلید ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دفعہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا مجھ میں چار ایسے گناہ ہیں۔ جن کو میں چھوڑ نہیں سکتا ان کے چھوڑنے کا مجھے طریق بتائیے۔ آپؐ نے فرمایا ایک تو چھوڑ دے تین میں چھڑا دوں گا۔ اس نے کہا۔ بہت اچھا۔ آپؐ نے فرمایا جھوٹ چھوڑ دے۔ اس نے کہا اچھا میں جھوٹ چھوڑتا ہوں یہ عہد کر کے وہ چلا گیا جانے کے بعد جب اسے کسی گناہ کے کرنے کا خیال آیا اور وہ یہ سمجھ کر کرنے لگا۔ کہ اس کے چھوڑنے کا تو میں نے وعدہ نہیں کیا تو اسے خیال آیا کہ اگر اس کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو سچ کہنا پڑے گا۔ کہ جھوٹ کے چھوڑنے کا وعدہ کر آیا ہوں پھر میں کیا جواب دوں گا؟ اس طرح وہ ایک دن اس کے کرنے سے رک گیا دوسرے دن پھر جب اسے گناہ کرنے کا خیال آیا تو اسی طرح رک گیا اور جوں جوں وہ رکتا جاتا اس کی طبیعت میں مضبوطی آتی جاتی۔ حتی کہ ایک دن وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ ان گناہوں میں سے میں نے کوئی بھی نہیں کیا اور سب مجھ سے چھوٹ گئے ہیں تو جب کوئی شخص جھوٹ چھوڑ دیتا ہے پھر سب گناہ اس سے چھوٹ جاتے ہیں۔" (ص ۲۹ تا ۳۰)

لوگ جھوٹ کیوں بولتے ہیں:

فرمایا "سمجھ میں نہیں آتا کہ لوگ جھوٹ بولتے کیوں ہیں۔؟ جس آدمی کے متعلق معلوم ہو جائے کہ جھوٹ کا عادی ہے۔ وہ خواہ کوئی بات سنائے اس کی بات پر تسلی نہیں ہوتی اور نہ اس کو کوئی فائدہ ہوتا ہے۔ مگر پھر بھی بالعموم لوگ جھوٹ بولتے ہیں اور ایسی ایسی باتوں میں جھوٹ بولتے ہیں جن میں وہ خود بھی سمجھتے ہیں کہ کوئی نفع نہیں ہوگا۔ مثلاً یونہی ایک شخص کہہ دے گا میں فلاں فلاں جگہ گیا یا فلاں فلاں کام کیا۔ حالانکہ ان باتوں کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ایسے لوگوں کو محض عادت ہوتی ہے۔ کہ خواہ مخواہ جھوٹ بولتے ہیں۔ یہ ایک خطرناک مرض ہے۔ اور اس کا چھوڑنا بھی مشکل کام ہے۔ اس لئے اس کو چھوڑنے کے لئے خاص کوشش کرنی چاہیئے۔" (ص ۳۰)

کامیابی جھوٹ نہ بولنے میں ہے

فرمایا: "بے شک خالص جھوٹ بہت کم لوگ بولتے ہیں۔ جہاں نقصان کا اندیشہ ہو صرف وہاں ایسا جھوٹ بولتے ہیں کہ اس طرح ہم نقصان سے بچ جائیں گے اور اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ کامیابی جھوٹ کے نہ بولنے میں ہی ہوتی ہے۔

حضرت صاحب کا ہی واقعہ ہے آپؑ نے ایک پیکٹ میں خط ڈال دیا۔ اس کا ڈالنا ڈاکخانہ کے قواعد کی رو سے منع تھا۔ مگر آپ کو اس کا علم نہ تھا۔ ڈاکخانہ والوں نے آپ پر نالش کر دی اور اس کی پیروی کے لئے ایک خاص افسر مقرر کیا کہ آپؑ کو سزا ہو جائے اور اس پر بڑا زور دیا اور کہا کہ ضرور سزا ملنی چاہیئے۔ تاکہ دوسرے لوگ ہوشیار ہو جائیں۔ حضرت صاحب کے وکیل نے آپؑ کو کہا کہ بات بالکل آسان ہے آپؑ کا پیکٹ گواہوں کے سامنے تو کھولا نہیں گیا۔ آپؑ کہہ دیں کہ میں نے خط الگ بھیجا تھا۔ شرارت اور دشمنی سے کہا جاتا ہے۔ کہ پیکٹ میں ڈالا تھا۔ حضرت صاحبؑ نے فرمایا یہ تو جھوٹ ہوگا۔ وکیل نے کہا اس کے سوا تو آپؑ بچ نہیں سکتے۔ آپؑ نے فرمایا خواہ کچھ ہو میں جھوٹ نہیں بول سکتا۔ چنانچہ عدالت میں جب آپؑ سے پوچھا گیا کہ آپؑ نے پیکٹ میں خط ڈالا تھا؟ تو آپؑ نے فرمایا ہاں میں نے ڈالا تھا۔ مگر مجھے ڈاکخانہ کے اس قاعدہ کا علم نہ تھا۔ اس پر استغاثہ کی طرف سے لمبی چوڑی تقریر کی گئی اور کہا گیا کہ سزا ضرور دینی چاہیئے۔ تاکہ دوسرے لوگوں کو عبرت ہو۔ حضرت صاحبؑ فرماتے ہیں۔ تقریر چونکہ انگریزی میں تھی اس لئے میں اور تو کچھ نہ سمجھتا لیکن جب حاکم تقریر کے متعلق No,No (نو۔نو) کہتا تو اس لفظ کو سمجھتا آخر جب تقریر ختم ہوئی تو حاکم نے کہہ دیا "بری"۔ اور کہا کہ جب اس نے اس طرح سچ سچ کہہ دیا تو میں بری ہی کرتا ہوں۔" (ص ۳۰-۳۱)

ہنسی میں جھوٹ بولنا

فرمایا "پھر لوگ ہنسی مذاق میں جھوٹ بول لیتے ہیں مگر یہ بھی ناجائز ہے۔ اور یہ بھی جھوٹ ہی ہے اس سے بھی بچنا چاہیئے۔"

جھوٹی گواہی

فرمایا۔" پھر جھوٹ کی خاص قسم جھوٹی گواہی ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کا بڑا ہی فضل ہو تو کوئی اس سے بچ سکتا ہے۔ وہ لوگ جو اور باتوں میں جھوٹ نہیں بولتے وہ بھی اس مرحلہ پر آکر رہ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے اس لئے جھوٹی گواہی دے دی کہ فلاں بھائی ناراض نہ ہو جائے۔ مگر اس میں بھی خوب مضبوطی کے ساتھ صداقت پر قائم رہنا چاہیئے۔ کئی لوگ ہیں جو اس لئے جھوٹی گواہی دیتے ہیں۔ کہ دوسرے کا منہ رکھیں اور اس کو ناراض نہ ہونے دیں مگر اس سے زیادہ نادان اور بے وقوف کون ہوگا جو دوسرے کا منہ رکھنے کے لئے اپنا منہ کالا کرے۔ لیکن بہت ہیں جو اس بات کی پرواہ نہیں کرتے تمہیں چاہیئے کہ خواہ تمہارے ماں باپ کے خلاف گواہی ہو یا بھائی کے خلاف یا اور کسی عزیز اور رشتہ دار کے خلاف تم کبھی اس کو نہ چھپاؤ اور نہ اس میں جھوٹ ملاؤ۔ بلکہ سچ سچ کہہ دو قرآن کریم میں مومن کی علامت بتائی گئی ہے۔ کہ ماں باپ بہن بھائی جس کے متعلق بھی اسے کوئی گواہی دینی ہو سچی سچی دیتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو گواہی کو چھپاتا ہے اس کا دل گنہگار ہو جاتا ہے اور جب دل گنہگار ہو گیا تو سب کچھ خراب ہو گیا۔" (ص ۳۱)

(باقی آئندہ شمارہ میں)

نصاب امتحان سہ ماہی چہارم 2000ء

1۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ ۲۲ نصف اوّل 2۔ کتاب اربعین حصہ سوم و چہارم از حضرت مسیح موعودؑ
3۔ کتاب اصلاح نفس از حضرت مصلح موعود....

کلام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود..........

ہمنشیں تجھ کو ہے اِک پُر امن منزل کی تلاش
مجھ کو اِک آتش فشاں، پُر ولولہ دل کی تلاش

سعیٔ پیہم اور کُنجِ عافیت کا جوڑ کیا
مجھ کو ہے منزل سے نفرت، تجھ کو منزل کی تلاش

ڈھونڈتی پھرتی تھی شمعِ نور کو محفل کبھی
اب تو ہے خود شمع کو دنیا میں محفل کی تلاش

یا تو سرگرداں تھا دل جستجوئے یار میں
یا ہے اس یارِ ازل کو خود مرے دل کی تلاش

میں وہ مجنوں ہوں کہ جس کے دل میں ہے گھر یار کا
اور ہوگا وہ کوئی جس کو ہے محمل کی تلاش

گلشنِ عالمَ کی رونق ہے فقط انسان سے
گُل بنانے ہوں اگر تو نے تو کر گِل کی تلاش

اس رُخِ روشن سے مٹ جاتی ہیں سب تاریکیاں
عاشقِ سفلی کو ہے کیوں اس میں اِک تِل کی تلاش

آسمانی میں، عدو میرا زمینی، اس لئے
میں فلک پر اڑ رہا ہوں اس کو ہے بل کی تلاش

(اخبار الفضل جلد ۲۴-۷ ۱۲اپریل ۱۹۴۶)

Monthly Ansarullah

EDITOR : NASRULLAH KHAN NASIR

Regd. No. CPL – 92 November, 2000

درد دل سے ایک دعوت قوم کو

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اشتہار ۲۹ دسمبر ۱۹۰۰ء میں فرماتے ہیں :-

"میں محض نصیحتاً للہ مخالف علماء اور ان کے ہم خیال لوگوں کو کہتا ہوں کہ گالیاں دینا اور بد زبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے- اگر آپ لوگوں کی یہی طینت ہے- تو خیر آپ کی مرضی- لیکن اگر مجھے آپ لوگ کاذب سمجھتے ہیں تو آپ کو یہ بھی تو اختیار ہے کہ مساجد میں اکٹھے ہو کر یا الگ الگ میرے پر بد دعائیں کریں اور رو رو کر میرا استیصال چاہیں- پھر اگر میں کاذب ہوں گا تو ضرور وہ دعائیں قبول ہو جائیں گی- اور آپ لوگ ہمیشہ دعائیں کرتے بھی ہیں- لیکن یاد رکھیں کہ اگر آپ اس قدر دعائیں کریں کہ زبانوں میں زخم پڑ جائیں اور اس قدر رو رو کر سجدوں میں گریں کہ ناک گھس جائیں اور آنسوؤں سے آنکھوں کے حلقے گل جائیں اور پلکیں جھڑ جائیں اور کثرت گریہ وزاری سے بینائی کم ہو جائے اور آخر دماغ خالی ہو کر مرگی پڑنے لگے یا مالیخولیا ہو جائے تب بھی وہ دعائیں سنی نہیں جائیں گی کیونکہ میں خدا سے آیا ہوں .... مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کر رہے ہیں- میں وہ پودا نہیں ہوں کہ ان کے ہاتھ سے اکھڑ سکوں اگر ان کے پہلے اور ان کے پچھلے اور ان کے زندے اور ان کے مردے تمام جمع ہو جائیں اور میرے مارنے کے لئے دعائیں کریں تو میرا خدا ان تمام دعاؤں کو لعنت کی شکل پر بنا کر ان کے منہ پر مارے گا- دیکھو صدہا دانشمند آدمی آپ لوگوں کی جماعت میں سے نکل کر ہماری جماعت میں ملتے جاتے ہیں- آسمان پر ایک شور برپا ہے- اور فرشتے پاک دلوں کو کھینچ کر اس طرف لا رہے ہیں- اب اس آسمانی کارروائی کی کیا انسان روک سکتا ہے؟ بھلا اگر کچھ طاقت ہے تو روکو وہ تمام مکر و فریب جو نبیوں کے مخالف کرتے رہے ہیں وہ سب کرو اور کوئی تدبیر اٹھا نہ رکھو ناخنوں تک زور لگاؤ- اتنی بد دعائیں کرو کہ موت تک پہنچ جاؤ- پھر دیکھو کہ کیا بگاڑ سکتے ہو؟ ...."

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۳۹۱، ۳۹۲)